دُرُّ الصُّعران

فی حل

الفقہ الاکبر

زانوئے تلمذ ہوا :

استاذ محمد عمران صاحب
المدنی

Date:

Page Number:

فہرس الموضوعات

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

Date: Page Number:

عرض مؤلف :-

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے "الفقہ الاکبر" کی شرح پایہ تکمیل تک پہنچ گئی :-

زیادہ تر اس شرح میں کوشش تو یہی رہی تھی کہ زیادہ طویل بھی نہ ہو اور نہ ہی مختصر ہو۔ فقط "عقیدہ" واضح ہو جائے۔ دلیل کے ساتھ :- اور تقریباً ہر عقیدہ دلیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

انتساب :-

اس ادنی سی کوشش کو اپنے تمام اساتذہ کرام و والدین بالخصوص استاذ العلماء محمد عمران المدنی سلمہ الغنی کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام اساتذہ کرام کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے :- آمین :-

ان تمام تر کوششوں اور احتیاطوں کے باوجود اگر کوئی قاری میری غلطی پر مطلع ہو۔ تو مجھے اس غلطی سے ضرور آگاہ فرمائیے۔ تاکہ میں اپنی غلطی کو درست کرو۔

انشاءاللہ
وہ قاری بندہ ناچیز کو رجوع کرتا ہوا اور مشکور پائے گا :-

العارض :- ابو المتبسم ایاز احمد عطاری

درجہ :- سابعہ

جامعہ :- جامعۃ المدینہ حیدرآباد سندھ پاکستان

Sehni Classic Quality

Scanned by CamScanner

س: امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے مختصر حالات زندگی تحریر کریں؟

ج: نام:-

نعمان:-

ابو کا نام:-

ثابت:-

کنیت:-

ابوحنیفہ:-

لقب:-

امام اعظم:-

تاریخ پیدائش:-

کوفہ میں "80" سن ہجری میں ہوئی:-

ابتدائی زندگی:-

آپ نسلاً عجمی تھے۔ آپ سرکاری وظیفہ قبول نہیں کرتے تھے۔ بلکہ تجارت کرتے تھے۔ لیکن اللہ نے آپ سے دین کی خدمت کا کام لینا تھا۔ لہذا تجارت کا شغل اختیار کرنے سے پہلے ہی آپ نے اپنی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے:-

فقہ میں آپکا مقام:-

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے فرمایا:- کہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ لوگوں میں سب سے زیادہ "فقہ" کا علم رکھنے والے تھے:-

علم الکلام میں آپکا مقام:-

امام اعظم نے ابتداء میں ضروری علم سیکھا۔ اور پھر ایک عرصہ تک علم الکلام میں مشغول رہے۔ بلکہ آپ تمام مروجہ علوم و فنون سیکھ کر جامع معقول و منقول ہو گئے تھے۔ حجاج بن یوسف کے زمانے میں ہی "علم الکلام" میں امام کی حیثیت سے مشہور ہو گئے تھے۔ حجاج بن یوسف کی موت "95" میں ہوئی

اور اس دوران آپ کی اس قدر شہرت ہو گئی تھی کہ لوگ آپ سے مسائل پوچھنے آنے لگے تھے:۔

تاریخ وفات:۔

"150" سن ہجری میں ہوا:۔

س "فقہ اکبر" امام اعظم علیہ الرحمہ کی کتاب ہے یا نہیں؟ بیان فرمائے:۔

ج فقہ اکبر کے بارے میں یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ امام اعظم کی تصنیف ہے۔ امام اعظم نے بھی یہ کتاب اس زمانے کے مزاج کے مطابق املاء کروائی اور شاگرد سن کر لکھتے جاتے تھے:۔

ظاہر ہے۔ مجلس میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں کسی نے صحیح سنا اور کوئی صحیح سن نہیں سکا۔ کسی نے غلطی کی اصطلاح کر لی۔ اور کوئی نہ کر سکا۔ اسطرح مختلف نسخوں میں فرق ظاہر ہوا۔ اور بعض بدمذہبوں نے اسکا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسے کلمات اس میں داخل کر دیئے۔ جو امام صاحب سے صادر ہونا بہت بعید تھے:۔

مگر اسکے باوجود بعض لوگ فقہ اکبر کی نسبت امام صاحب کیطرف کرنے سے انکار کرتے ہیں:۔

سب سے پہلے معتزلہ نے اس کتاب کو امام اعظم کی کتاب ماننے سے انکار کیا:۔

وجہ:۔ اسلئے

کہ امام صاحب نے اپنی تصانیف میں اس گمراہ فرقے کا بھرپور رد کیا ہے۔ اور بالخصوص خلق قرآن کے مسئلہ کی تردید فقہ اکبر میں کی ہے۔ پھر کیا تھا وہ امام اعظم کے دشمن ہو گئے۔ اور آج غیر مقلد کی طرح امام اعظم کو جاہل ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگے:۔

مگر اس میں سخت ناکام ہوئے:۔

صحیح بات یہ ہے کہ فقہ اکبر امام اعظم کی تصنیف ہے:۔

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

بیان أصول الایمان

أصل التوحید وما یصح الاعتقاد علیہ یجب أن یقول آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والحساب والمیزان والجنۃ والنار حق کلہ :-

ترجمہ :-

توحید کی بنیاد اور اور جن پر عقیدہ رکھنا درست ہو :- ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ کہے :-
کہ میں اللہ تعالیٰ
اور اُسکے فرشتوں اور اسکی سب کتابوں اور سب رسولوں اور آخری دن اور موت کے بعد دوبارہ زندہ کیئے جانے اور تقدیر اچھی ہو یا بُری اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور حساب وکتاب نیز اعمال کے وزن کیئے جانے پر اور جنت اور دوزخ اور تمام برحق چیزوں پر ایمان لایا :-

س اصل توحید میں کون کونسی چیزیں داخل ہیں ؟ بالتفصیل بیان کریں :-

ج اصل توحید میں "10" چیزیں داخل ہیں :- جو کہ مندرجہ ذیل ہیں :-

1- اللہ پر ایمان لانا 2- ملائکہ پر ایمان لانا
3- اللہ کی کتب 4- اللہ کے رسل
5- دوبارہ اٹھانا مرنے کے بعد 6- اچھی، بری تقدیر
7- حساب 8- میزان 9- جنت 10- دوزخ :-

س توحید کی تعریف رقم طراز کریں ؟

ج لغوی معنی :-
ایک کو ماننا اور ایک سے زیادہ ماننے سے انکار کرنا :-
"یا" اس سے مراد کسی چیز کو ایک قرار دینا ہے :-

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

توحید کی شرعی تعریف :-

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات اور جملہ اوصاف وکمالات میں یکتا و بے مثال ہے۔ اس کا کوئی ساتھی یا شریک نہیں: کوئی اس کا ہم پلہ یا ہم مرتبہ نہیں :-

عقیدہ نمبر "2"

وحدانیۃ اللہ تعالیٰ

واللہ تعالیٰ واحد، لا من طریق العدد، ولکن من طریق أنہ لا شریک لہ "قل ھو اللہ احد، اللہ الصمد، لم یلد ولم یولد، ولم یکن لہ کفوا احد" لا یشبہ شیئا من الأشیاء من خلقہ ولا یشبھہ شئ من خلقہ، لم یزل ولا یزال بأسمائہ وصفاتہ الذاتیۃ والفعلیۃ :-

ترجمہ :-

اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ مگر گنتی کے طریقے سے نہیں، بلکہ اس طریقے سے کہ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اللہ کا فرمانا :- کہہ دو کہ اللہ تو ایک ہی ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور اس کا کوئی ہمسر نہیں، نہ تو وہ اپنی مخلوق میں سے کسی چیز کے مشابہ ہے، اور نہ ہی اس کی مخلوق میں سے کوئی چیز اس کے مشابہ ہے :-

خلاصہ :-

مذکورہ عقیدہ میں ذات باری تعالیٰ کے "5" عقائد کا بیان ہے :- جو کہ درج ذیل ہیں :-

1 :-

اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہے۔ مگر گنتی کے طریق سے ایک نہیں ہے :-

دلیل :-
اسلئے کہ گنتی میں تقصیر کا احتمال ہوتا ہے۔
ہو سکتا ہے یہ ذات "دو" سے مکلر ایک ہوئی ہو۔

2 :-
اللہ تعالیٰ کی ذات کا کوئی شریک نہیں ہے۔
دلیل :-
قولہ تعالیٰ :- قل ھو اللہ احد ٥ اللہ الصمد ٥ لم یلد ولم یولد ٥ ولم یکن لہ کفوا احد ٥ :-

3 :-
اللہ تعالیٰ مخلوق میں سے کسی چیز کے مشابہ نہیں ہیں :-
دلیل :-
اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے۔ اور جو ذات واجب الوجود ہو۔ وہ ہر ایک سے مستغنی ہوتا ہے :-
جبکہ اللہ کے سواء بقایا سب ممکن الوجود ہیں۔
اور جو ممکن ہو وہ محتاج اور حادث ہوا کرتی ہے۔
حالانکہ
اللہ تعالیٰ کی ذات "قدیم و صمد" ہے :-

4 :-
مخلوق میں سے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے مشابہ نہیں ہے :-
دلیل :-
قولہ تعالیٰ :- لیس کمثلہ شئ :-

5 :-
اللہ کی تعالیٰ کی ذات اپنے اسماء اور صفات ذاتیہ وفعلیہ کے ساتھ ہمیشہ سے تھی اور ہمیشہ رہے گی :-

عقیدہ نمبر "3"

الصفات الذاتیہ والفعلیہ

أما الذاتیة فالحیاة والقدرة والعلم والکلام والسمع والبصر والإرادة وأما الفعلیة فالتخلیق والترزیق والإنشاء والإبداع والصنع وغیر ذلک من صفات الفعل لم یزل ولا یزال بأسمائه وصفاته، لم یحدث له اسم ولا صفة :-

ترجمہ :-
بہرحال صفات ذاتیہ یہ ہیں۔ حیات وقدرت وعلم وکلام وسمع وبصر وارادہ اور صفات فعلیہ یہ ہیں۔ تخلیق وزرق دینا اور زندگی دینا اور انشاء (بنانا، پیدا کرنا) اور ابداع (پہلی بار کسی چیز کو بہترین بنانا کہ اس میں اصلاح کی ضرورت نہ ہو) اور صنع (حکمت سے بنانا) اور ان کے علاوہ صفات فعلی ہیں سے :- اور وہ اپنے ناموں اور صفات کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اسکا کوئی نام اور کوئی صفت حادث نہیں :-

س صفات کی اقسام بیان کریں؟ بالتفصیل :-

ج صفات کی اقسام :-

ابتداً صفات کی "2" اقسام ہیں :-

۱۔ صفات محکمات 2۔ صفات متشابہات

صفات محکمات سے مراد :-

وہ صفات جو ظاہر و واضح ہیں ان میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں :-

محکمات کی اقسام :-

صفات محکمات کی "2" اقسام ہیں :-

۱۔ صفات ذاتیہ 2. صفات فعلیہ

صفات ذاتیہ سے مراد :-

جن کی ضد اللہ تعالیٰ کے ساتھ موصوف نہ ہو سکے :-

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

صفات ذاتیہ کی :-

صفات ذاتیہ کی تعداد :-

ہیں :- اور وہ درج ذیل ہیں :-

1. حیات 2. قدرت 3. علم
4. کلام 5. سمع 6. بصر
7. ارادہ

حیات سے مراد :-

اللہ تعالیٰ زندہ ہے :-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- ھوالحی لا الٰہ إلّا ھو :-

قدرت سے مراد :-

صاحب قدرت ہر کام کو ایسے صحیح انداز سے کرنے والا جسکی حکمت مقتضی ہو۔ اس سے کم و بیش نہ ہو۔

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- ان اللہ علی کل شیٔ قدیر :-

علم سے مراد :-

اللہ تعالیٰ تمام جزئیات و کلیات و موجودات معدومات و ممکنات و محالات کو جانتا ہے :-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- وھو بکل شیٔ علیم :-

کلام سے مراد :-

اللہ سبحانہ کلام فرماتا ہے۔ کسطرح؟ جسطرح اُس کی شان ہے۔ اپنی شان کے مطابق کلام فرماتا ہے۔

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- کلمۃ اللہ ھی العلیا :-

سمع سے مراد :-

اللہ تعالیٰ سُنتا ہے۔ بغیر کسی عضو کے :-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- واللہ سمیع علیم :-

بصر سے مراد :-

اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے۔ بغیر کسی عضو۔ بلکہ

اللہ تعالیٰ باریک سے باریک چیز کو دیکھتا ہے :۔

دلیل :۔

قولہ تعالیٰ :۔ واللہ بصیر بما یعملون :۔

ارادہ سے مراد :۔

اللہ تعالیٰ کی مشیئت مراد ہے۔ اس سے مختلف معانی ملتے ہیں :۔ ایک قول کے مطابق "مشیئت سے مراد" ارادہ تامہ ہے۔ جو ارادہ فعل کے مخالف نہ ہو :۔

دلیل :۔

قولہ تعالیٰ :۔ یفعل اللہ ما یشاء :۔

صفات فعلیہ سے مراد :۔

جن صفات سے موصوف ہے۔ اُن کی ضد سے بھی وہ موصوف ہو۔ مگر اُس کا تعلق، اثر مخلوق پر کبھی نہ ہو۔

جیسے :۔

رزق دینا، پیدا کرنا، وغیرہ

صفات متشابہات :۔

ان کا بیان آگے بالتفصیل آئے گا :۔

عقیدہ :۔

اللہ تعالیٰ اپنے تمام ناموں اور تمام صفات کے ساتھ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ کوئی نام اور کوئی صفت اللہ تعالیٰ کی حادث نہیں ہے :۔

"تمت بالخیر"

عقیدہ نمبر ۹

صفات اللہ أزلیة

لم یزل عالما بعلمه والعلم صفة فی الأزل، وقادرا بقدرته والقدرة صفة فی الأزل، ومتکلما بکلامه والکلام صفة فی الأزل، وخالقا بتخلیقه والتخلیق صفة فی الأزل، وفاعلا بفعله والفعل صفة فی الأزل، والفاعل هو اللہ تعالیٰ والفعل صفة فی الأزل، والمفعول مخلوق وفعل اللہ تعالیٰ غیر مخلوق وصفاته فی الأزل غیر محدثة ولا مخلوقة، فمن قال: إنها مخلوقة أو محدثة أو وقف أو شك فیها فهو کافر باللہ تعالیٰ:-

ترجمہ:-

اللہ تعالیٰ اپنے علم سے ہر بات جانتا ہے۔ اور علم اللہ تعالیٰ کی ازل ہی سے صفت ہیں۔ اور قادر ہے اپنی قدرت کے ساتھ، اور قدرت اللہ عزوجل کی ازل ہی سے صفت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ متکلم ہے اپنی صفت کلام کے ساتھ، اور کلام اللہ جل جلالہ کی ازل ہی سے صفت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اپنی صفت تخلیق کے ساتھ، اور صفت تخلیق ازل ہی سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فاعل ہے اپنی صفت فعل کے ساتھ، اور صفت فعل ازل ہی سے ہے۔ اور فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور صفت فعل ازل ہی سے ہے، اور فعل کا اثر مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کا فعل (صفت فعل) مخلوق نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفات ازل ہی سے ہیں۔ حادث اور مخلوق نہیں ہیں:-

لہذا:- جو شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق "یا" حادث "یا" خاموشی اختیار کرے "یا" شک کرے۔
تو وہ شخص کافر ہے۔ اللہ سے کفر کرنے والا ہے:-

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

خلاصہ :-

مذکورہ عقیدے میں اللہ تعالیٰ کی "5" صفات کا بیان ہے۔ اور صفات کا حکم بیان ہے۔ اور جو شخص اللہ کی صفات کو مخلوق یا حادث کا قائل ہو، اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ وہ بیان ہے :-

پہلی صفت :-

اللہ تعالیٰ "عالم" ہے۔ یعنی :- اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز سے باخبر ہے کوئی چیز اللہ عزوجل کے علم سے باہر نہیں ہے

دوسری صفت :-

اللہ تعالیٰ "قادر" ہے :- یعنی :- اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے جو چاہے کر سکتا ہے۔

قدرت کا معنیٰ :- عالم کو موجود کرنا و ترکِ ایجاد دونوں ممکن اور جائز اور صحیح ہو۔ لہذا ایجادِ عالم و ترکِ ایجاد کچھ بھی اسکی ذات کو لازم نہیں کہ اسکی ذات سے عالم کا انفکاک جدا، کرنا محال ہے۔

اس صورت میں فلاسفہ کا رد ہوا۔ اسطرح کہ فلاسفہ اس بات کے قائل ہیں کہ اس نظامِ واقع پر اللہ تعالیٰ کا عالم کو پیدا کرنا لازم ہے

فلاسفہ کی دلیل :-

عالم کو پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اُسکی ذات کیلئے لازم ہے :-

جیسے :- تمام صفات اللہ تعالیٰ کیلئے لازم ہیں۔

تحت قدرت کیا داخل ہے؟

تحت قدرت "ممکنات" داخل ہیں۔ "واجبات" اور "محالات" داخل نہیں ہیں :-

واجب داخل نہ ہونے کی وجہ :-

قدرت کہتے ہیں۔ جو موجود کو معدوم کر سکے۔ اور معدوم کو موجود کر سکے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات واجب ہے۔ اگر واجب تحت قدرت داخل ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے آپکو معدوم کرنے پر قادر ہوگا۔ جو معدوم ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ محال عقلی داخل نہ ہونے کی وجہ :- اگر تحت قدرت محال عقلی داخل ہو تو "محال" "محال" نہیں رہے گا :-

تیسری صفت :-
اللہ تعالیٰ متکلم ہے :- یعنی :- اللہ تعالیٰ
کلام فرماتا ہے۔ اپنی شان کے مطابق :-
چوتھی صفت :-
اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ یعنی :- ہر چیز کو
اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے۔ اللہ کے سوائے کوئی خالق
نہیں ہے۔ اگر کوئی اور خالق ہوتا تو اسی صورت میں
"تعدد الٰہ" لازم آئے گا۔ جو کہ توحید کے منافی ہے۔
پانچویں صفت :-
اللہ تعالیٰ فاعل حقیقی ہے۔ یعنی :- اللہ
تعالیٰ کے فعل اور اسکی صنعت اور اسکے حکم میں کوئی
شریک نہیں ہے :-

اللہ تعالیٰ کی صفات کا حکم :-
اللہ تعالیٰ کی تمام صفات
ازلی و ابدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات حادث اور مخلوق
نہیں ہیں۔ بلکہ قدیم ہیں :-

کوئی صفات کو مخلوق جانے تو کیا حکم ہے؟
اگر کوئی شخص اللہ
تعالیٰ کی صفات کو حادث جانے یا مخلوق جانے یا توقف
کرے یا شک ان سب صورتوں میں وہ شخص کافر
ہوگا :-

"تمت بالخیر"

Scanned by CamScanner

عقیدہ نمبر "5"

القول فی القرآن

والقرآن کلام اللہ تعالیٰ فی المصاحف مکتوب، وفی القلوب محفوظ، وعلی الألسن مقروء، وعلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم منزل:۔

ترجمہ:۔
اور قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جو مصحف میں لکھا ہوا ہے۔ اور دلوں میں محفوظ ہے۔ اور زبانوں پر اسکی تلاوت کی جاتی ہے۔ اور سرکار علیہ السلام پر اتارا گیا:۔

تشریح:۔
مذکورہ عبارت سے قرآن پاک کی تعریف بیان ہو رہی ہے:۔ تعریف کا خلاصہ ذیل میں ہے:۔

تعریف القرآن:۔
قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور قرآن پاک مصحف شریف لکھا گیا ہے۔ اور سرکار علیہ السلام کی ذات نازل ہوا ہے:۔

ولفظنا بالقرآن مخلوق، وکتابتنا له مخلوقه وقراءتنا له مخلوقة، والقرآن غیر مخلوق:۔

ترجمہ:۔
اور قرآن پاک پڑھتے وقت ہمارے اپنے الفاظ اور ہمارا قرآن پاک کو لکھنا اور ہمارا قرآن کریم کو پڑھنا، یہ مخلوق ہیں۔ اور قرآن غیر مخلوق ہے:۔

تشریح:۔
قرآن پاک مخلوق ہے یا نہیں؟ مذکورہ عبارت سے اس چیز کا بیان ہو گا:۔

اس مسئلے کی تفصیلی بات اگلے صفحہ پر درج ہے:۔ وہاں پر ملاحظہ فرمائیے:۔

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن پاک کی "2" اقسام ہیں:-

کلام

کلام لفظی — کلام نفسی

کلام لفظی: جن الفاظ کا ہم تلفظ کرتے ہیں سنتے ہیں۔ ان الفاظ کو کلام لفظی کہا جاتا ہے:-
اور یہ کلام باتفاق مخلوق و حادث ہیں:-

کلام نفسی: کلام نفسی جو کلام لفظی کا مدلول ہے۔
کلام نفسی میں "اختلاف" ہے

عند اہلسنت — عند المعتزلہ

عند المعتزلہ: کلام نفسی ثابت نہیں ہے۔ ان کے نزدیک کلام نفسی مخلوق ہے:-
دلیل:- قرآن پاک مخلوق کے ساتھ متصف ہے۔ اور تالیف اور تنظیم وغیرہ یہ سب مخلوق کی صفات ہیں:- اور مخلوق کی صفات بالاتفاق حادث ہیں۔ لہذا کلام نفسی بھی حادث ہوا:-

عند اہلسنت: کلام نفسی قدیم ہے۔ غیر مخلوق ہے۔

پہلی دلیل:- اجماع اس بات پر ہے کہ کلام نفسی غیر مخلوق ہے:-

دوسری دلیل:-
قولہ السلام:- القرآن کلام اللہ غیر مخلوق ومن قال انہ مخلوق فھو کافر باللہ العظیم:-
لیکن ہماری قراءت کرنا، قرآن کو لکھنا، اور قرآن پاک محفوظ کرنا یعنی

حفظ کرنا:۔ یہ سب مخلوق و حادث ہیں:۔

دلیل:۔

اسلئے کہ مذکورہ اوصاف مخلوق کے ہیں۔ اور مخلوق کی صفات حادث ہوا کرتی ہیں:۔

ہاں:۔ مکتوب و محفوظ و مسموع:۔ یہ سب قدیم ہیں:۔

وما ذکرہ اللہ تعالیٰ فی القرآن عن موسیٰ وغیرہ من الأنبیاء علیہم الصلاۃ والسلام وعن فرعون وإبلیس فإن ذلک کلہ کلام اللہ تعالیٰ إخبارا عنھم وکلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق وکلام موسیٰ وغیرہ من المخلوقین مخلوق، والقرآن کلام اللہ تعالیٰ قدیم لا کلامھم وسمع موسیٰ علیہ السلام کلام اللہ تعالیٰ کما قال اللہ تعالیٰ: "وکلم اللہ موسیٰ تکلیما" وقد کان اللہ تعالیٰ متکلما ولم یکن کلم موسیٰ علیہ السلام:۔

ترجمہ:۔

اور جو باتیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر کیں، موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے بارے میں۔ نیز فرعون اور ابلیس کے بارے میں تو یہ سب درحقیقت اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جو ان کے بارے میں خبر دے رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا کلام مخلوق نہیں، لیکن موسیٰ علیہ السلام اور دیگر کا کلام مخلوق ہے۔ اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ مخلوق کا کلام نہیں ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا کلام سُنا "جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما:۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ متکلم تھا اُس وقت بھی جب موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہ کیا تھا۔

تشریح:۔

قرآن کے کلام ہونے کے متعلق کیا عقیدہ ہونا چاہیے یہاں سے یہ بتانا مقصود ہے:۔

عقیدہ:۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے علاوہ دیگر سے جو کلام فرمایا ہے یہ اپنی صفت قدیم کلام کے ساتھ کیا ہے۔

Scanned by CamScanner

اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم ہے اور مخلوق کا کلام حادث ہے۔

وقد كان الله تعالىٰ خالقا فی الأزل ولم يخلق الخلق، "ليس كمثله شئ وهو السميع البصير" فلما كلم موسى بكلامه الذى هو له صفة فی الأزل وصفاته كلها بخلاف صفات المخلوقين يعلم لا كعلمنا ويقدر لا كقدرتنا، ويرى لا كرؤيتنا، ويسمع لا كسمعنا، ويتكلم لا ككلامنا، ونحن نتكلم بالآلات والحروف، والله تعالىٰ يتكلم بلا آلة ولا حروف، والحروف مخلوقة وكلام الله تعالىٰ غير مخلوق:۔

ترجمہ:۔

اور تحقیق اللہ تعالیٰ ازل ہی سے خالق تھا۔ اس حال میں کہ جب مخلوق کو پیدا نہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان "لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر" جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمانے کا ارادہ فرمایا تو اپنے اس کلام سے کلام فرمایا جو اُسکی صفت ازلی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ازلی ہیں۔ برخلاف مخلوق کی صفات کے:۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے، ہمارے جاننے کی طرح نہیں، اور اُسکی قدرت ہماری قدرت جیسی نہیں ہے۔ اور اس کا دیکھنا ایسا ہے جیسا ہمارے پاس نہیں، اور اُسکا کلام کرنا ہمارے کلام کرنے جیسا نہیں، کیونکہ ہم کلام کرتے ہیں آلات اور حروف کے ذریعے جبکہ اللہ تعالیٰ بغیر آلہ و حروف کے کلام کرتا ہے۔ کیونکہ حروف مخلوق ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات غیر مخلوق ہے:۔

تشریح:۔

مذکورہ عبارت سے اللہ تعالیٰ کی صفات اور مخلوق کی صفات کے مابین فرق کا بیان ہوگا:۔

اور مذکورہ عبارت میں اللہ تعالیٰ کی "6" صفات کی وضاحت کا بیان ہے:۔

ان سب صفات کی تفصیل اگلے صفحہ پر درج ہے۔

Sohni Classic Quality

Scanned by CamScanner

پہلی صفت :-

اللہ تعالیٰ کی ذات اُس وقت بھی خالق تھی جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا نہیں کیا تھا۔ اور کوئی اسکا شریک نہیں ہے :-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- لیس کمثلہ شئ :-

دوسری صفت :-

اللہ تعالیٰ کی ذات تمام اشیاء کو جانتا ہے۔ لیکن جسطرح ہم جانتے ہیں۔ اسطرح اللہ تعالیٰ کی ذات نہیں جانتی :-

وجہ :-

اسلئے کہ ہم جاننے کیلئے کسی عضو کے محتاج ہیں۔ جبکہ اللہ کی ذات جاننے کیلئے عضو سے مستغنی ہے :-

تیسری صفت :-

اللہ تعالیٰ کی ذات تمام اشیاء پر قادر ہے۔ لیکن جسطرح ہم بعض اشیاء پر قدرت رکھتے ہیں۔ اسطرح وہ اشیاء پر قادر نہیں ہے :-

وجہ :-

اسلئے کہ ہم کسی چیز پر قادر ہونے کیلئے کسی آلے یا کسی مدد کے محتاج ہوتے ہیں۔ تبھی جاکر اُس چیز پر ہم قدرت رکھتے ہیں۔ جبکہ اللہ کی ذات کسی آلے اور کسی کی مدد سے مستغنی ہے۔

چوتھی صفت :-

اللہ کی ذات ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ لیکن ہمارے دیکھنے کی طرح نہیں دیکھتا :-

وجہ :-

اسلئے کہ ہم کسی شئ کو دیکھے تو کسی آلہ یا کسی عضو کے ذریعے اُس شئ کو دیکھے گے۔ لیکن اللہ کی ذات کو عضو سے پاک ہے۔

پانچویں صفت :-

اللہ عزوجل کی ذات سمیع ہے۔ لیکن ہمارے سُننے کی طرح اللہ سمیع نہیں ہے۔

وجہ :- اسلئے کہ ہم جب کسی کی

آواز سنتے ہیں یا کچھ مرکب کلمات سنتے ہیں۔ تو ایک مخصوص عضو کی بناء پر سنتے ہیں۔ اور اللہ پاک کی ذات کو اعضاء سے پاک و منزہ ہے۔ اسلئے اللہ جل جلالہ کی ذات ہمارے سننے کی طرح نہیں سنتا:۔

چھٹی صفت:۔

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت متکلم ہونا بھی ہے۔ اللہ عزوجل کلام فرماتا ہے۔ لیکن یہ بات ہے کہ جسطرح ہم کلام کرتے ہیں اسطرح کلام نہیں فرماتا:۔

وجہ:۔

ہم کلام کرنے کیلئے آلے اور حروف کے محتاج ہیں۔ اور حروف حادث ہیں۔

جبکہ اللہ کی ذات کے ساتھ حادث صفت متصف نہیں ہو سکتی۔ قدیم صفت متصف ہو سکتی ہے۔

دوسری بات یہ کہ آلے اور حروف یہ عضو کے محتاج ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات اعضاء سے پاک ہے:۔

صفات کا حکم:۔

اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ازلی ابدی قدیمی ہیں:۔

جبکہ مخلوق کی صفات مخلوق و حادث ہیں۔ یہ فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اور مخلوق کی صفات کے مابین:۔

وھو شیٔ لا کالأشیاء ومعنی الشیٔ اثباتہ بلا جسم ولا جوھر ولا عرض ولا حدّ لہ ولا ضد لہ ولا ندّ لہ ولا مثل لہ:۔

ترجمہ:۔

اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی شئ ہے۔ جسطرح دوسری اشیاء نہیں ہیں۔ اور شئ کو ثابت کرنا ہے۔ جو بغیر کسی جسم اور بغیر جوھر اور بغیر عرض کے ہو۔ اسکی کوئی حد نہیں

اور نہ کوئی ضد ہے اور نہ کوئی مقابل اور نہ کوئی مثل ہے :

تشریح :-

مذکورہ عبارت میں اس بات کا بیان ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر لفظ "شئ" کا اطلاق ہوگا یا نہیں ؟

خلاصہ عبارت :-

اللہ تعالیٰ کی ذات پر لفظ "شئ" کا اطلاق کرنا درست ہے۔ لیکن پھر اس "شئ" سے مراد ایسی "شئ" ہوگی۔ جسکیلئے کوئی جسم نہ ہوگا :

وجہ :- اسلئے کہ جسم متر کب و متحیز ہوتا ہے۔ اور یہ حادث ہونے کی علامت ہے۔ جبکہ اللہ کی ذات قدیم ہے۔

دوسری بات :-

اور اس "شئ" کیلئے جوھر بھی نہیں ہوگا :-

وجہ :- اس صورت میں بھی اللہ کیلئے حدوث لازم آئے گا۔ جو کہ باطل ہے۔

تیسری بات :-

اور اس "شئ" کیلئے کوئی عرض بھی نہیں ہوگا :

وجہ :-

اسلئے کہ "عرض" پہ ذات کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔ لیکن "بغیرہ" ہوتا ہے۔ "لذاتہ" نہیں ہوتا :- جیسے :- رنگ وغیرہ :- جبکہ اللہ تعالیٰ کی تمام "لذاتہ" ہیں :-

اللہ کے بارے میں عقیدہ :-

اللہ کیلئے کوئی انتہاء نہیں :-

وجہ :-

جسکیلئے کوئی انتہاء ہو۔ وہ محدود ہوگا۔ جو محدود ہو وہ خدا ہو ہی نہیں سکتا :-

اور اللہ کا کوئی مخالف نہیں :-

دلیل :- قولہ تعالیٰ :- فلا تجعلوا للہ اندادا :-

اور اللہ کا کوئی مثل نہیں ہے :- دلیل :- قولہ تعالیٰ :- لیس کمثلہ شئ :-

"تمت بالخیر"

عقیدہ نمبر "6"

القول فی الصفات

ولہ ید و وجہ و نفس. فما ذکرہ اللہ تعالیٰ فی القرآن من ذکر الوجہ والید والنفس فھو لہ صفات بلا کیف، ولا یقال: إن یدہ قدرتہ أو نعمتہ لأن فیہ ابطال الصفۃ، وھو قول أھل القدر والاعتزال، ولکن یدہ صفتہ بلا کیف، وغضبہ ورضاہ صفتان من صفاتہ بلا کیف:-

ترجمہ:-

اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہاتھ، چہرہ، نفس ہے۔ جسطرح اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ذکر کیا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے جو قرآن میں چہرہ، ہاتھ اور نفس کو ذکر کیا ہے۔ یہ وہ صفات ہیں جو بغیر کسی کیفیت کے ہیں۔ اور یہ نہ کہا جائے کہ "اس کا ہاتھ، اسکی قدرت ہے یا نعمت ہے:" کیونکہ اس میں صفت کو باطل ہونا لازم آئے گا۔ اور یہی قول قدریہ اور معتزلہ کا ہے۔ اور لیکن اس کا ہاتھ اسکی صفت بلا کیف ہے۔ اور اس کا غضب اور اسکی رضا یہ دونوں بھی صفات ہیں۔ اور یہ بھی بلا کیف اللہ کی صفات ہیں:-

تشریح:-

مذکورہ عبارت میں اللہ تعالیٰ کی صفات متشابہات کا ہونا ہوگا۔ اور اس میں تاویل کا حکم ذکر ہوگا:-

صفات متشابہات سے مراد:-

ایسی صفات جن کے ظاہری معنیٰ کچھ اور ہوں اور مفہوم کچھ اور ہو:-

جیسے:- یَدٌ و وَجْہٌ نَفْسٌ:-

Date: 23-9-2019 Page Number: 20

متشابہات صفات کا حکم:۔

ان صفات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ لیکن بلا کیفیت کے:۔

تاویل کرنے کا حکم:۔

صفات متشابہات میں تاویل کریں گے یا نہیں اس مسئلہ میں "متقدمین" اور "متاخرین" کا اختلاف ہے۔

عند المتقدمین:۔

ان کے نزدیک متشابہات صفات کی تاویل نہیں کریں گے۔ کوئی حاجت نہیں ہے:۔

دلیل:۔

ان کے دور میں تاویل کرنے کی حاجت بھی نہیں تھی۔ سب کا ایمان پختہ تھا۔ تبھی یہ حضرات تاویل کے قائل نہیں:۔

عند المتاخرین:۔

ان حضرات نے متشابہات صفات کی تاویل بیان کی:۔

مثال:۔ یَدٌ: سے مراد "دستِ قدرت" لیا ہے۔

دلیل:۔

عوام کو پیش نظر رکھتے ہوئے تاویلات بیان کیں۔ اسلیئے کہ عوام کو یہ صفات سمجھ نہیں آرہی تھیں:۔ تبھی تاویل بیان کیں:۔

تمت بالخیر

عقیدہ نمبر "7"

القول فی القدر

س تقدیر کی اقسام بیان کریں اور مع تقدیر کی تعریف بھی تحریر کریں؟ بالتفصیل :-

تعریف التقدیر :-

لغوی معنی :- اندازہ کرنا :-

اصطلاحی تعریف :-

اللہ تعالیٰ کے علم میں جو کچھ عالم میں ہونے والا تھا۔ اور جو کچھ بندے کرنے والے تھے۔ اسکو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی جان کر لکھ لیا :-

اقسام التقدیر :-

اقسام

تقدیر مبرم حقیقی	تقدیر معلق محض	تقدیر معلق شبیہ بہ مبرم
علم الٰہی میں کسی شئ پر معلق نہیں :-	صحف ملائکہ میں اسکی شئ پر معلق ہونا ظاہر فرما دیا گیا۔	صحف ملائکہ میں اسکی تعلیق مذکور نہیں۔ اور علم الٰہی میں تعلیق ہے۔
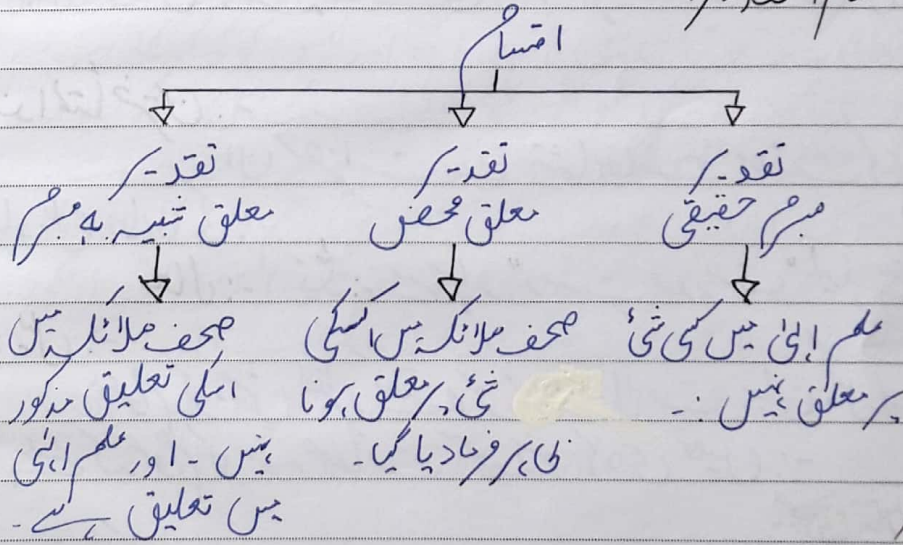
حکم التقدیر :-

تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے :-

دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ سب اللہ کی مشیت اور حکم سے ہے۔

(خواہ خیر ہو یا شر)

نقلی دلیل :-

قولہ تعالیٰ :-

اللہ خالق کل شئ :-

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

عقلی دلیل :-

اللہ تعالیٰ ہماری ذوات کا خالق ہے۔ تو ہماری صفات اور افعال کا بھی خالق اللہ تعالیٰ ہو چاہیے۔ نہ یہ کہ ہماری ذوات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن افعال کے ہم خالق ہیں :-

اس صورت میں شرک کا شائبہ ہوگا :-

خلق اللہ تعالیٰ الأشیاء لا من شئ :-

ترجمہ :-

اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کو پیدا فرمایا۔ بغیر کسی چیز سے۔

تشریح :-

مصنف اس عقیدے میں "تقدیر" کے "10" عقائد بیان فرمائے گیے :- مذکورہ عبارت سے پہلے عقیدہ کا بیان ہو رہا ہے :-

پہلا عقیدہ :-

تمام اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے بغیر مادے کے بغیر کسی کے محتاج ہوئے پیدا فرمایا :- وہ تمام اشیاء اپنی ذات صفات نقل و حرکت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں :-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- اللہ خالق کل شئ وھو علی کل شئ وکیل

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر کارساز ہے :-

وکان اللہ تعالیٰ عالما فی الأزل بالأشیاء قبل کونھا :-

ترجمہ :-

اور اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کو ان کے وجود سے پہلے ہی ازل سے جانتا ہے :-

تشریح :-

مذکورہ عبارت سے دوسرے عقیدے کا بیان ہو رہا ہے :-

دوسرا عقیدہ :-
اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو ازل سے ابد تک جانتا ہے۔
ان اشیاء کے وجود میں آنے سے پہلے :-
دلیل :-
قولہ تعالیٰ :- وکان اللہ بکل شئ علیما :
ترجمہ :- اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے :-

وھو الذی قدر الأشیاء وقضاھا :-
ترجمہ :-
اور وہ جس نے تمام اشیاء کو مقدر کیا اور فیصلہ کیا۔
تیسرا عقیدہ
یعنی :- اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ جس نے اپنی کامل حکمت سے تمام اشیاء کو وجود بخشا ہے۔
دلیل :-
قولہ تعالیٰ :- الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر
سورہ ملک آیت 14
ترجمہ :- کیا جس نے پیدا کیا وہ نہیں جانتا؟ حالانکہ وہی ہر باریکی کو جاننے والا، بڑا خبردار ہے :-

ولا یکون فی الدنیا ولا فی الآخرۃ شئ إلا بمشیئۃ وعلمہ وقضائہ وقدرہ :-
ترجمہ :-
دنیا اور آخرت کی ہر ایک چیز اللہ کی مشیئت اور اسکے علم اور اسکی قضاء اور اسکی تقدیر کے مطابق ہے :-
تشریح :-
مذکورہ عبارت سے چوتھے عقیدہ کا بیان ہے :-
چوتھا عقیدہ :-
دنیا اور آخرت میں جو جو چیزیں ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے، اللہ کی مشیئت، اللہ کی قضاء اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ہے۔
کوئی بھی چیز اللہ کے علم سے باہر نہیں ہے :-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ : وربک یخلق ما یشاء ویختار :

ترجمہ :- اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جو پسند کرتا ہے

سورہ قصص آیت 64

وکتبہ فی اللوح المحفوظ ولکن کتبہ بالوصف لا بالحکم :

ترجمہ :-

اور اللہ تعالیٰ نے تقدیر کو لوح محفوظ میں لکھ دیا۔
لیکن وصف کے ساتھ لکھا۔ نہ کہ حکم کے ساتھ :

تشریح :-

مذکورہ عبارت سے پانچویں عقیدہ کا بیان ہے :

پانچواں عقیدہ :-

تقدیر لکھنے کے وقت اشیاء موجود نہیں تھیں۔
لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات جانتی تھی کہ کونسی چیز کیسے ہوگی
اُسے ویسے لکھ دیا۔ زبردستی اپنا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے ان پر
مسلط نہیں فرمایا :۔ یعنی : ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اشیاء کو
حکم دیا کہ اس طرح کرو۔ بلکہ جیسے کرنے والے تھے ویسا لکھ دیا۔

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- وکل شئ فعلوہ فی الزبر وکل صغیر
وکبیر مستطر :- (سورہ قمر آیت 52 - 53)

ترجمہ :- اور انہوں نے جو کچھ کیا وہ سب
کتابوں میں موجود ہے۔ اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز لکھی ہوئی
ہے :

والقضاء والقدر والمشیئۃ صفاتہ فی الازل بلا کیف :

ترجمہ :-

اور قضاء اور تقدیر اور مشیئت اللہ صفات ازلی
ہیں۔ بلا کیفیت کے :

تشریح :-

مذکورہ عبارت سے چھٹے عقیدہ کا بیان ہے :

جو کہ اگلے صفحہ پر درج ہے :

چھٹا عقیدہ:-
قضاء اور تقدیر اور مشیئت یہ تینوں اللہ تعالیٰ کی صفات متشابہات ہیں:- اور یہ مجہول الکیف ہیں:-

ان صفات کا حکم:-
ان صفات پر ایمان لانا ضروری ہے جسطرح دیگر صفات پر ایمان لاتے ہیں:-

تعریف التقدیر:-
جن اشیاء کے احوال کو لکھ دیا ہو۔

تعریف القضاء:-
ان اشیاء کا اُن احوال کے موافق پیدا ہونا یہ قضاء کہلاتا ہے:-

تقدیر کے بارے میں اختلافات:-
تقدیر کے بارے میں 3 مذاھب کا اختلاف ہے:-
1- معتزلہ 2- جبریہ 3- جمہور

عند المعتزلہ:-
بندہ اپنے اچھے یا بُرے اعمال کا خود خالق ہے۔ بخیر کا اُن کے اعمال کی تخلیق میں کوئی عمل دخل نہیں:-

دلیل:-
معتزلہ کہتے ہیں کہ ہم از خود چلنے والے اور رعشہ کی حرکت میں بداہتہً فرق محسوس کرتے ہیں۔ کہ پہلی حرکت اختیاری اور دوسری حرکت اضطراری ہوتی ہے اور اگر انسان کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہو تو اُسے مکلف بنانا اور نیک کاموں پر ثواب اور بُرے کاموں پر عذاب دینا عبث قرار پائے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام عبث نہیں ہے۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ انسان اپنے افعال کا خالق ہے۔

عند الجبریہ:-
انسان کو اپنے اعمال میں بالکل اختیار

Scanned by CamScanner

نہیں۔ اسکی حرکات جمادات کی مثل ہیں۔ اسے ان پر بالکل قصد اور اختیار نہیں اور وہ اپنے افعال میں محض مجبور ہے :

عند الجمھور :-

بندہ اپنے افعال میں خود مختار ہے۔ مگر نہ اس قدر کہ افعال کا خود خالق ہو۔ اور اپنے افعال کا کاسب ہے۔ مگر نہ اس قدر کہ مجبور محض ہے۔

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- الم نجعل لہ عینین ہ و لسانا و شفتین ہ وھدینہ النجدین ہ فلا اقتحم العقبۃ ہ

(سورۃ البلد آیت 8 تا 11)

ترجمہ :- کیا ہم نے اسکی دو آنکھیں نہ بنائیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ اور ہم نے اسے دو راستے دکھائے پھر بغیر سوچے سمجھے کیوں نہ گھاٹی میں کود پڑا :-

یعلم اللہ تعالیٰ المعدوم فی حال عدمہ معدوما و یعلم أنہ کیف یکون إذا أوجدہ :-

ترجمہ :-

اللہ تعالیٰ معدوم اشیاء کو ان کی عدم کی حالت میں بھی جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یہ بھی جانتا ہے کہ جب پیدا ہوں گیں تو کیسی ہوں گیں :-

تشریح :-

مذکورہ عبارت سے ساتویں عقیدے کا بیان ہے۔ جو کہ درج ذیل ہے :-

ساتواں عقیدہ :-

تمام چیزوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور قدرت ساتھ ہے۔ لیکن یہ نہیں کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ محال پر قادر ہے۔ اور یہ بھی نہیں کہا جائے گا کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ قادر نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا علم عام ہے سب کو شامل ہے۔ خواہ موجود ہو یا معدوم، محال ہو یا موھوم۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ معدوم

چیز کو اس کی حالت عدم میں جانتا ہے۔ کہ یہ چیز جب وجود میں آئے گی تو کیسے ہو گی:۔

دلیل:۔

قولہ تعالیٰ:۔ واللہ بکل شئ علیم ۵

(سورہ تغابن آیت 11)

ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

ویعلم اللہ تعالیٰ الموجود فی حال وجودہ موجودا ویعلم أنہ کیف یکون فناؤہ:۔

ترجمہ:۔

اور اللہ تعالیٰ موجود اشیاء کو ان کے وجود کی حالت میں جانتا ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہے کہ یہ فنا کیسی ہو گی:۔

تشریح:۔

مذکورہ عبارت سے آٹھویں عقیدے کا بیان ہوگا۔

آٹھواں عقیدہ:۔

اللہ تعالیٰ کے وصف علم کا اس بات سے اندازہ لگائیے کہ اللہ تعالیٰ موجود چیز کو اسکی حالت موجود میں باخوبی جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ یہ موجود چیز جب فناء ہوگی، ختم ہوگی تو تب کیسی ہوگی۔

دلیل:۔

قولہ تعالیٰ:۔ وھو بکل شئ علیم:۔

(سورہ بقرہ) (آیت 29)

ترجمہ:۔ اور وہ ہر شے کا خوب علم رکھتا ہے۔

ویعلم اللہ تعالیٰ القائم فی حال قیامہ قائما وإذا قعد علمہ قاعدا فی حال قعودہ:۔

ترجمہ:۔

اور اللہ تعالیٰ قائم کو اس کی حالت قیام میں بھی جانتا ہے اور جب وہ بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اسکو حالت قعود میں بھی جانتا ہے:۔

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

تشریح :-

مذکورہ عبارت سے نواں عقیدہ بیان ہو رہا ہے :-

نواں عقیدہ :-

دنیا اور آخرت کی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ قائم چیز کو اس کے قیام کی حالت میں کھڑا ہوا بھی جانتا ہے۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے بھی باخبر ہے کہ جب یہ قائم چیز بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اسکو اسکی بیٹھی ہوئی کیفیت میں بھی جانتا ہے :-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- واللہ واسع علیم :-

(سورۃ آل عمران) آیت 73)

ترجمہ :- اور اللہ تعالیٰ وسعت والا، علم والا ہے۔

من غیر أن یتغیر علمه أو یحدث له علم ولكن التغیر واختلاف الأحوال یحدث في المخلوقین :-

ترجمہ :-

ان باتوں کو جاننے میں نہ اللہ کے علم میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی اللہ کا علم حادث ہے۔ اور لیکن تبدیلی اور احوال میں اختلاف یہ مخلوق میں پیدا ہوتا ہے :-

تشریح :-

مذکورہ عبارت سے دسویں عقیدے کا بیان ہے۔

دسواں عقیدہ :-

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز کو جانتا ہے، موجود چیز کو حالت موجود میں، معدوم چیز کو حالت عدم میں، قائم کو حالت قیام میں، قاعد کو حالت قعود میں، جانتا ہے۔ ان اشیاء کو جاننے میں اللہ تعالیٰ کے علم تبدیلی واقع نہیں ہوتی ہے :-
اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کا نیا علم حاصل ہوتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ یہ تمام

Date: 28.9.2019 Page Number: 28

پہلے سے جانتا ہے۔ اور معاذ اللہ عزوجل اللہ تعالیٰ کا علم حادث بھی نہیں ہے

کیوں؟ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا وصف "علم" قدیم، ازلی، ابدی ہے۔ جبھی اللہ کے "علم" میں تبدیلی وغیرہ کا احتمال نہیں ہے

ہاں:۔ مخلوق کے علم میں تغیر، تبدیلی، نیا علم کا حاصل ہونا وغیرہ وغیرہ اوصاف ہیں۔ اور یہ مخلوق کے ساتھ خاص ہیں:۔

کیوں؟ اسلئے کہ مخلوق کا "علم" عطائی ہے۔ اور مخلوق کا علم حادث ہے اور حادث چیز میں تبدیلی وغیرہ میں احتمال ہوتا ہے:۔

اہم بات:۔

پیارے اسلامی بھائیوں:۔

تقدیر کے متعلق بحث نہیں کرنا چاہیے۔ اور زیادہ کھود کرید میں نہیں پڑنا چاہیے

کیوں؟

اسلئے کہ احادیث طیبہ میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس موضوع کی اکثر باتیں انتہائی سمجھ سے بالاتر ہوتی ہیں:۔

"تمت بالخیر"

Sohni Paper Products Classic Quality

عقیدہ نمبر "8"

"ما فطر اللہ علیہ الناس"

لوگوں کو فطرت پر پیدا کرنے کا بیان

مصنف اس عقیدے میں "10" عقائد فطرت کے بارے میں بیان فرمائے گئے:

خلق الخلق سلیما من الکفر والایمان ثم خاطبھم وأمرھم ونھاھم:

ترجمہ:-
اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو ایمان اور کفر سے فطرت سلیم پر پیدا فرمایا۔ پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے خطاب فرمایا۔ اور مخلوق کو حکم دیا اور منع فرمایا:

تشریح:-
مذکورہ عبارت سے "پہلے عقیدہ" کا بیان ہے:

پہلا عقیدہ:-
اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجبور نہیں بنایا بلکہ اسے کفر اور ایمان میں سے اختیار دیا ہے کہ جسے چاہے اختیار کرے۔ لہذا اسکا کافر یا مسلمان ہونا اپنے اختیار ہے۔ انسان جو کچھ کرنے والا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے لوح محفوظ میں لکھ دیا:

دلیل:-
قولہ تعالیٰ:- ھو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مؤمن:- (سورۃ تغابن) (آیت 2)

ترجمہ:- وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں سے کوئی کافر ہے اور تم میں سے کوئی مسلمان ہے اور اللہ تمہارے کام خوب دیکھ رہا ہے:

فکفر من کفر بفعلہ و انکارہ و جحودہ الحق بخذلان اللہ تعالیٰ إیاہ:

ترجمہ:-
پس جس نے کفر کیا اس نے اپنے فعل کے ساتھ کفر کیا اور اسکا انکار اور جحود کرنا اللہ تعالیٰ کے سبب سے ہے:

تشریح:-
مذکورہ عبارت سے دوسرے عقیدے کا بیان ہے اور اس میں کافر کے کفر کرنے کا سبب بیان ہوگا:

دوسرا عقیدہ:-
کفار کا ہدایت سے محروم ہونا ان کے اپنے کرتوتوں اور ضد و عناد کے سبب سے ہے یہ نہیں کہ اللہ عزوجل نے ان میں حق قبول کرنے کی صلاحیت ہی پیدا نہیں کی تھی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت ان میں پیدا کی مگر انہوں نے خود اسے تباہ کردیا:-

دلیل:-
قولہ تعالیٰ:۔ ان اللہ لا یظلم الناس شیئا ولکن الناس انفسھم یظلمون ۰ (سورۃ یونس آیت: ۴۴)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر کوئی ظلم نہیں کرتا، ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں:

وآمن من آمن بفعلہ واقرارہ وتصدیقہ بتوفیق اللہ تعالیٰ إیاہ ونصرتہ لہ:-

ترجمہ:-
اور جو شخص ایمان لایا اپنے فعل کے ساتھ ایمان لایا۔ اور اس کا اقرار کرنا اور تصدیق یہ اللہ کی توفیق اور اس کی مدد سے ہوا:-

تشریح:-
مذکورہ عبارت سے تیسرے عقیدہ کا بیان ہوگا۔ اور اس میں مؤمن کے ایمان لانے کا سبب بیان ہوگا:

تیسرا عقیدہ:-
ایمان قبول کرنے والے نے اپنے اختیار اور اقرار سے اور تصدیق کرکے ایمان قبول کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

کو اس بات کی توفیق دی اور اسکی مدد فرمائی:

دلیل:-

قولہ تعالیٰ:- ان اللہ لذو فضل علی الناس و لکن اکثرھم لا یشکرون ۝ (سورۃ یونس آیت 60)

ترجمہ: بیشک اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے مگر اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے:

أخرج ذریۃ آدم علیہ السلام من صلبہ علی صور الذر فجعل لھم عقلا فخاطبھم و أمرھم بالایمان و نھاھم عن الکفر فأقروا لہ بالربوبیۃ فکان ذلک منھم إیمانا فھم یولدون علی تلک الفطرۃ و من کفر بعد ذلک فقد بدّل و غیّر و من آمن و صدّق فقد ثبت علیہ و دام:

ترجمہ:-

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو ان کی پشت سے نکالا۔ اور انہیں عقل مند بنایا۔ پھر اُن سے خطاب فرمایا، اور انہیں ایمان لانے کا حکم دیا اور انہیں کفر سے منع کیا، تو انہوں نے اسکے رب ہونے کا اقرار کیا۔ پس ان میں سے جو ایمان لائے تو انہیں اسی فطرت پر پیدا کیا۔ اور جس نے اس کے بعد کفر کیا تو اس نے اپنے اقرار کو بدل دیا۔ اور جو ایمان لایا اور جس نے تصدیق کی تو اس نے اپنے اقرار کو ثابت رکھا:

تشریح:-

مذکورہ عبارت سے "چوتھے عقیدے" کا بیان ہے۔ اور اس عقیدے میں "اولادِ آدم" سے وعدہ کیسے لیا وہ بتائے گئے ہیں:

چوتھا عقیدہ:-

اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو باریک چیونٹیوں کی سی صورت میں نکالا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کیلئے ربوبیت اور وحدانیت کے دلائل قائم فرما کر اور عقل دے کر اُن سے اپنی ربوبیت کی شہادت طلب فرمائی۔

جیسے: قولہ تعالیٰ:-

الست بربکم قالوا بلیٰ :- (سورہ اعراف آیت 172)
ترجمہ :- کیا میں تمہارا رب نہیں ؟
سب نے کہا : کیوں نہیں :-
وعدہ لینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان لانے کا حکم دیا۔
اور کفر سے منع فرمایا :-
پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو
فطرت اسلام پر پیدا فرمایا :-
(دلیل :- قولہ اسلام :- ترجمہ
فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے :-)
پھر اس کے بعد جب لوگ
اس عالم میں آئے تو ان میں سے بعض نے اپنے وعدے کو
بدل ڈالا۔ وہ کافر ہو گئے :- اور بعض نے ایمان لا کر اپنے
وعدے کو سچ کر کے دکھایا :-

فطرت کا لغوی معنیٰ :-
پیدا کرنا :-
اصطلاحی تعریف :-
فطرت کی مختلف تعریفیں علماء کرام نے
تحریر کیں ہیں :- لیکن بعض مفسرین نے یہ تعریف کی ہے
کہ
فطرت سے مراد "خلقت" ہے۔ اور معنیٰ یہ ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو توحید اور دین اسلام قبول
کرنے کی صلاحیت کے ساتھ پیدا کیا ہے :-

ولم یجبر أحدا من خلقه على الكفر وعلى الايمان ولا خلقهم
مؤمنا ولا كافرا ولكن خلقهم أشخاصا :-
ترجمہ :-
اور اللہ تعالیٰ نے کسی ایک کو بھی کفر پر مجبور نہیں
کیا اور نہ ہی ایمان پر مجبور کیا۔ اور نہ ہی اس نے
خلقت کے اعتبار سے مؤمن و کافر پیدا کیا۔ اور لیکن
اللہ تعالیٰ نے انہیں شعور دے کر پیدا کیا :-

Sohni Paper Products Classic Quality
Scanned by CamScanner

تشریح :-

اس عبارت سے پانچویں عقیدہ کا بیان ہوگا۔ اور اس میں ("ایک بندے کو ایمان یا کفر پر مجبور نہ کرنے") کا بیان ہوگا:-

پانچواں عقیدہ :-

اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مخلوق کو ایمان یا کفر پر مجبور نہیں کیا۔ کہ آپ ایمان لائیں۔ اور آپ کافر ہو جائیں۔ ایسا نہیں ہے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے اندر ایسا شعور پیدا کیا۔ اگر اسکو استعمال کرتے، تھوڑا غور و فکر کرتے تو عقل ان کی یہ بات کرتی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے:-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر :- (سورہ کھف آیت 29)

ترجمہ :- اور تم فرمادو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے:-

والایمان والکفر فعل العباد :-

ترجمہ :-

اور ایمان اور کفر بندوں کے افعال ہیں:-

تشریح :-

مذکورہ عبارت سے چھٹے عقیدے کا بیان ہے۔

چھٹا عقیدہ :-

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو عقل سلیم دیا۔ اور اس کیلئے ہر چیز واضح کر دی۔ اب بندے کی مرضی ہے وہ ایمان لائے یا انکار کرے۔

اس پر جبر، زبردستی نہیں کی جائے گی :- دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- لا اکراہ فی الدین :-

ترجمہ :- دین میں کوئی زبردستی نہیں :- (البقرہ آیت 256)

يعلم الله تعالى من يكفر في حال كفره كافرا فإذا آمن بعد ذلك علمه مؤمنا في حال إيمانه من غير أن يتغير علمه وصفته :-

ترجمہ :-

اللہ تعالیٰ کافر کو اسکے کفر کی حالت میں جانتا ہے اور جب وہ ایمان لائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو اسکے ایمان لانے کے وقت بھی جانتا ہے۔ مگر اس سے اللہ تعالیٰ کے وصف علم میں کوئی تغیر نہیں ہوتا :

تشریح :-

یہاں سے ساتویں عقیدے کا ذکر ہو رہا ہے :

ساتواں عقیدہ :-

کوئی بندہ جب کفر کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اسکے کفر کی حالت بحیثیت کافر ہونے کے پہلے ہی جانتا ہے۔ اور جب یہی شخص آگے جا کر ایمان لائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسکے ایمان لانے کے وقت بحیثیت مومن ہونے کے پہلے ہی سے جانتا ہے۔

یعنی :- اللہ تعالیٰ نے بندے کی دونوں حالتوں کو علم ازلی سے جان لیا :-

مگر یہ بات یاد رکھیے کہ حالتوں کے بدلنے سے اللہ تعالیٰ کے وصف علم میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوگی :-

کیوں ؟ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ "علم" ازلی، ابدی ہے :-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- انہ علیم بذات الصدور :-

ترجمہ :- بیشک اللہ ہر چھپی بات کو جاننے والا ہے

(سورہ فاطر) (آیت 38)

وجميع أفعال العباد من الحركة والسكون كسبهم على الحقيقة :-

ترجمہ :-

اور بندوں کے تمام کام یعنی حرکت کا ہونا

Sohni Classic Quality

Scanned by CamScanner

اور ساکن ہونا۔ یہ ان کے اپنے ہی کسب سے ہیں۔ حقیقی طور پر۔

تشریح :-
اس عبارت سے آٹھویں عقیدہ کا ذکر ہوگا:۔

آٹھواں عقیدہ :-
انسان جو کام بھی کرتا ہے وہ اپنی مرضی کے مطابق کرتا ہے۔ چاہے ایمان لائے یا انکار کرے، فرمانبرداری کرے یا نافرمانی کرے:۔
ہاں اگر وہ ایمان لانے کا قصد کرے تو اللہ تعالیٰ اس میں ایمان پیدا کر دیتا ہے اور کفر کا قصد کرے تو اللہ تعالیٰ اس میں کفر پیدا کر دیتا ہے:۔

واللہ تعالیٰ خالق :-
ترجمہ:۔ اور افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے:۔

تشریح :-
مذکورہ عبارت سے نویں عقیدہ کا بیان ہے۔

نواں عقیدہ :-
اللہ تعالیٰ ہر چیز کا اور انسان کے تمام اعمال و افعال کا خالق ہے:۔ خواہ اچھے ہوں یا برے:۔

دلیل :-
قولہ تعالیٰ :- اللہ خالق کل شئ :۔
(سورہ زمر) (آیت 62)
ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پیدا فرمانے والا ہے:۔

خیر اور شر کا بیان :-
خیر اور شر کے اللہ تعالیٰ کی طرف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بندے کے افعال خواہ نیک ہوں یا بد سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اور بندے فاعل اور کاسب ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کے پیدا کرنے سے پہلے سب کچھ ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے علم اور اندازے کے موافق اسکو پیدا کرتا ہے۔

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

وھی کلھا بمشیئۃ و علمہ وقضائہ و قدرہ :-

ترجمہ :-

اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور اسکے علم اور اسکے فیصلے اور اسکی تقدیر کے مطابق ہیں :-

تشریح :-

مذکورہ عبارت سے دسویں عقیدہ کا بیان ہے۔

دسواں عقیدہ :-

بندوں کے سب افعال اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیئت اور قضا اور تقدیر سے ظاہر ہوتے ہیں :-

کسب و خلق کے درمیان فرق :-

اس میں "2" اقوال ہیں :-

پہلا قول :-

کسب کے اندر کاسب کا امر مستقل نہیں ہوتا۔ جبکہ خلق میں خالق کا امر مستقل ہوتا ہے۔

دوسرا قول :-

جو آلے کے ساتھ واقع ہو۔ وہ کسب کہلاتا ہے۔ جو بغیر آلے کے ساتھ واقع ہو۔ وہ خلق کہلاتا ہے۔

"تمت بالخیر"

عقیدہ نمبر "9"

الطاعات محبوبة لله والمعاصی مقدورة غیر محبوبة

والطاعات کلها ما کانت واجبة بأمر الله تعالیٰ و بمحبته و برضائه و علمه و مشیئته وقضائه و تقدیره:

ترجمہ:-

اور اطاعت کے تمام کام، احکام اسکے حکم، اور اسکی محبت اور اسکی رضامندی اور اسکے علم اور اسکی مشیئت اور قضاء اور اسکی تقدیر کے مطابق واجب ہیں:

تشریح:-

اطاعت والے کاموں میں "7" چیزیں داخل ہیں:

اطاعت

- اللہ کا حکم ← قوله اطیعوا الله (مائدہ ،92)
- اللہ کی رضا ← رضی اللہ عنھم ورضوا عنه ← (البینہ : 8)
- اللہ کی مشیئت ← وربک یخلق ما یشاء و یختار
- اللہ کی تقدیر
- اللہ کی محبت ← واللہ یحب المحسنین (آل عمران : 134)
- اللہ کی قضاء ← وکل شیٔ فعلوه فی الزبر وکل صغیر وکبیر مستطر ← (قمر : 53.52)
- اللہ کا علم ← وھو الفتاح العلیم (سبا : 26)
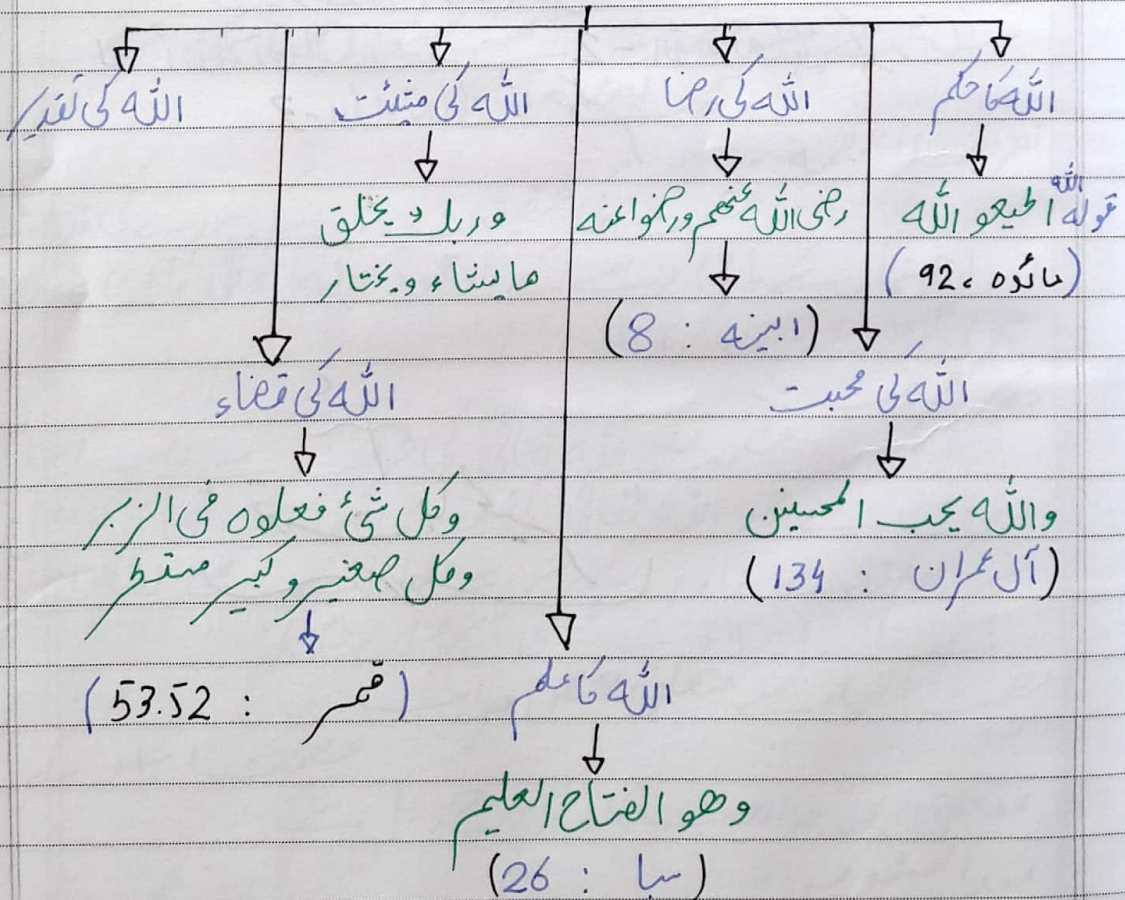
والمعاصی کلھا بعلمہ وقضائہ وتقدیرہ ومشیئتہ لا بمحبتہ ولا برضائہ ولا بامرہ:

ترجمہ:-

اور نافرمانی والے تمام کے تمام کام اللہ تعالیٰ کے علم اور اور اسکی قضاء اور اسکی تقدیر اور اسکی مشیئت کے تو مطابق ہے۔

مگر اسکی محبت اور اسکی رضا اور اسکا حکم نہیں ہوتا۔

تشریح:-

معاصی کے تمام احکام ہیں ، 4 ، چیزیں شامل ہوتی ہیں :- وہ درج ذیل ہیں :-

1- اللہ تعالیٰ کا علم 2- اللہ تعالیٰ کی قضاء

3- اللہ کی تقدیر 4- اللہ تعالیٰ کی مشیئت

لیکن معاصی میں ، 3 ، چیزیں شامل نہیں ہوتیں وہ درج ذیل ہیں :-

1- اللہ تعالیٰ کی محبت 2- اللہ تعالیٰ کی رضا

3- اللہ تعالیٰ کا حکم۔

"تمت بالخیر"

عقیدہ نمبر "10"

القول فی عصمة الأنبیاء

والأنبیاء علیھم الصلاۃ والسلام کلھم منزّھون عن الصغائر والکبائر والکفر والقبائح وقد کانت منھم زلّات وخطیئات :-

ترجمہ :-

اور تمام کے تمام انبیاء کرام علیھم السلام گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ اور کفر اور بُری باتوں سے پاک ہیں ۔ اور بسا اوقات انبیاء سے کچھ لغزشیں اور خطائیں صادر ہوئیں ہیں :-

تشریح :-

انبیاء کرام علیھم السلام کے عصمت کا بیان :
سب سے پہلے عصمت کسے کہتے ہیں ۔ اسکی تعریف سمجھ لیجئے :-

تعریف العصمة :-

عصمت کی حقیقت یہ ہے کہ بندے کی قدرت اور اختیار کے باقی رہنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کا اس بندہ میں گناہ پیدا نہ کرنا :-

دوسری تعریف :-

عصمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا لطف ہے جو اللہ تعالیٰ کی مقدس بندہ " نبی " کو فعل خیر ابھارتا ہے ۔ اور اسے شر سے بچاتا ہے ۔ مع بقاء اختیار کے تاکہ ابتلاء کے معنی برقرار رہیں :-

عصمت انبیاء سے متعلق بعض مذاہب :-

عصمت انبیاء کے متعلق کچھ مذاھب کا ذکر درج ذیل ہے :-

عند الحشویہ :-

انبیاء کرام علیھم السلام سے عمداً کبیرہ کا صدور جائز ہے :-

Date: 01.10.2019 Page Number: 40

عند المعتزلہ:-

انبیاء کرام علیہم السلام سے عمداً کبیرہ کا صدور جائز نہیں۔ البتہ عمداً گناہ صغیرہ کا صدور جائز ہے۔

عند الجبائی:-

انبیاء کرام علیہم السلام سے عمداً کبائر اور صغائر دونوں کا صدور جائز نہیں۔ البتہ تاویلاً جائز ہے۔

عند الجمہور:-

انبیاء کرام علیہم السلام جسطرح کبائر سے معصوم ہوتے ہیں۔ اسی طرح صغائر سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات خصوصاً "امر شرع اور احکام کی تبلیغ اور امت کی رہنمائی" میں کذب سے معصوم ہیں۔

تمت بالخیر

Date: 01.10.2019

عقیدہ نمبر "11"

القول فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ومحمد علیہ الصلاۃ والسلام نبیّہ وعبدہ ورسولہ وصفیّہ ولم یعبد الصنم ولم یشرک باللہ طرفۃ عین قط، ولم یرتکب صغیرۃ ولا کبیرۃ قط :-

ترجمہ :-

اور حضرت محمد علیہ السلام اللہ کے نبی اور اسکے بندے اور اسکی چُنی، ہوئی شخصیت ہے۔ اور کبھی بھی آپ علیہ السلام نے بُت کی عبادت نہ کی۔ اور نہ ہی کبھی پلک جھپکنے کی مقدار بھی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا۔ اور نہ کبھی صغیرہ اور کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔

تشریح :-

اس عقیدہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کے متعلق کا بیان ہے :-

حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے بھی ہیں۔ نبی بھی ہیں :- اور سرکار علیہ السلام نے کبھی بھی شرک نہیں کیا۔ نہ کبھی گناہ صغیرہ و کبیرہ کا ارتکاب کیا۔ اور حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ کہ اب آپ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نبوت آپ پر ختم ہو گئی :- اور آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی :-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین :

سورۃ احزاب آیت 40

ترجمہ :- اور اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں :-

تمت بالخیر

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

عقیدہ نمبر "12"

المفاضلة بین الصحابة

وأفضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه السلام أبو بكر الصديق رضي الله عنه ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علي بن أبي طالب رضوان الله تعالى عليهم أجمعين :۔ غابرين على الحق كما كانوا نتولاهم جميعا ولا نذكر الصحابة إلا بخير :۔

ترجمہ :۔

سرکار علیہ السلام کے بعد لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق، پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی، پھر مولا علی رضوان اللہ علیھم ہیں :۔

یہ سب حق پر قائم تھے۔

ہم ان سب سے محبت کرتے ہیں۔ اور ہم ہر صحابی کا تذکرہ بھلائی کے ساتھ کرتے ہیں :۔

تشریح :۔

اس عقیدہ میں صحابہ کرام میں باہمی فضیلت کا بیان ہے :۔

سرکار علیہ السلام کی ذات کے بعد لوگوں میں افضل ابوبکر صدیق پھر اس کے بعد عمر فاروق پھر اسکے بعد عثمان غنی پھر اسکے بعد مولی علی علیھم الرضوان ہیں۔

دلیل :۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ سرکار علیہ السلام کے وصال باکمال کے بعد افضل ابوبکر، عمر اور عثمان "علیھم الرضوان" ہیں :۔

دوسری دلیل :۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر اجماع صحابہ بھی ہے :۔

صحابہ کرام کے بارے میں عقیدہ:

سب کے سب صحابہ کرام علیہم الرضوان حق پر تھے۔ اور ہم ان سب سے محبت کرتے ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کوئی بھی معصوم نہیں ہے۔ البتہ سب کے سب صحابہ کرام عادل تھے۔ ان کی تعظیم کرنا واجب ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی پر طعن کرنا، اللہ تعالیٰ کے کمال حکمت اور تمام قدرت پر طعن کرنا ہے۔

گویا "حضور سرکار علیہ السلام کی کمال شان محبوبی پر اعتراض کرنا ہے"۔

"تمت بالخیر"

عقیدہ نمبر "13"

لا یکفر مسلم بذنب مالم یستحلہ

ولا نکفر مسلما بذنب من الذنوب وإن کانت کبیرۃ إذا لم یستحلھا، ولا نزیل عنہ اسم الإیمان ونسمیہ مؤمنا حقیقۃ ویجوز أن یکون مؤمنا فاسقا غیر کافر:

ترجمہ:

اور ہم کسی بھی مسلمان کو اسکے گناھوں کے سبب کافر قرار نہیں دیتے۔ اگرچہ گناہ کبیرہ ہی ہو۔ جب وہ گناہ کو حلال سمجھے۔ اور ہم اس شخص سے ایمان کا نام زائل نہیں کرتے۔ بلکہ اسکو حقیقت کے اعتبار سے مؤمن کا نام دیتے ہیں۔ اور یہ جائز ہے کہ وہ مومن فاسق ہو، کافر نہ ہو:

تشریح:

اس عقیدہ میں اس بات کا بیان ہے کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا یا نہیں؟ اس بارے میں 1- معتزلہ 2- اہل سنت کا اختلاف ہے۔ جو کہ درج ہے:

عند المعتزلہ:

گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے وہ بندہ دائرۃ الاسلام سے نکل جائے گا۔ لیکن کفر میں داخل نہیں ہوگا۔ اور اسکو عذاب بھی ملے گا:

گویا کہ معتزلہ نے ایمان اور کفر کے مابین واسطہ ثابت کردیا:

عند اہلسنت:

کسی مسلمان کو گناہ کبیرہ کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیں گے۔ وہ مومن حقیقی ہی رہے گا۔

کیوں؟

اسلئے کہ ایمان کہتے ہیں "تصدیق بالجنان واقرار اللسان"

ہاں یہ بات جائز ہے کہ وہ بندہ مومن بھی ہو۔ اور فاسق بھی ہو۔ لیکن اگر وہ بندہ گناہ کو حلال سمجھ کر کر رہا ہے تو تو کافر ہو گا۔

سوال:۔
"یزید" کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:۔
"یزید" کو کافر کہنے میں اختلاف ہے۔ لیکن اہلسنت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ "یزید" کو کافر قرار نہیں دیں گے۔ البتہ "فاسق و فاجر" قرار دیں گے۔

کافر نہ کہنے کی وجہ:
کافر اس بنیاد پر قرار نہیں دیں گے کہ "یزید" سے ایسا کوئی واضح فعل یا قول "نہیں ہے" جس کی وجہ سے ہم اسکو کافر قرار دیں:

"تمت بالخیر"

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

٧٨٦

Date: 01.10.2019 | Page Number: 46

"عقیدہ نمبر 14"

ذکر بعض من عقائد أهل السنة

والمسح علی الخفین سنة والتراویح فی شهر رمضان سنة والصلاۃ خلف کل بر و فاجر من المؤمنین جائزۃ:۔

ترجمہ:۔

موزوں پر مسح کرنا سنت ہے۔ اور رمضان کے مہینے میں تراویح پڑھنا سنت ہے۔ اور ہر نیک اور بد مؤمن کے پیچھے پڑھنا جائز ہے:۔

تشریح:۔

اس عقیدے میں اہلسنت والجماعت کے بعض عقائد کا بیان ہوگا:۔

عقائد بیان کرنے سے پہلے اہلسنت کا حق ہونے اور اسکا مطلب سمجھو بعدئے:۔

اہلسنت وجماعت کے حق ہونے کا بیان:۔

اہلسنت کے حق ہونے پر مختلف احادیث طیبہ و آثار موجود ہیں ان میں سے ایک حدیث بیان کررہا ہوں:۔

ابو نصر السجزی نے الابانہ میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ سرکار علیہ السلام نے جب " یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ " آیت تلاوت کی اور فرمایا کہ اہل سنت اور اہل سنت والوں کے چہرے سفید ہوں گے۔ اور اہل بدعت اور اہل ہوا کے چہرے کالے ہوں گے:۔

اہل سنت وجماعت کی تعریف:۔

اعتقادات اور کلامی مذاھب میں " اشعری وماتریدی " ہیں:۔

اور فقہی

مذاہب میں "حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی" ہیں۔

اور تصوّف و اخلاق و تزکیہ نفس میں "امام جُنید بغدادی اور ان جیسے بزرگوں کی مانند" ہیں:۔

اب اہل سنت والجماعت کے کچھ عقائد ذکر کرتے ہیں:

عقیدہ:۔

موزوں پر مسح کرنا جائز ہے:

مقیم کیلئے ایک دن ایک رات، جبکہ مسافر کیلئے تین دن تین راتیں:۔

دلیل:۔

سنت متواترہ سے ثابت ہے۔ کہ سرکار علیہ السلام موزوں پر مسح کیا کرتے تھے:۔

عقیدہ:۔

رمضان کے مہینے میں رمضان کی راتوں میں تراویح کی نماز پڑھنا جائز و سنت ہے:۔

پہلی دلیل:۔

سرکار علیہ السلام رمضان کی راتوں میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ لیکن پھر ترک فرما دیا۔ امت پر شفقت کرتے تاکہ امت پر تراویح واجب نہ ہو جائے:۔

دوسری دلیل:۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کی جماعت کو "اچھی بدعت" سے تعبیر کیا۔

اس قول سے بھی سنت ثابت ہو رہی ہے

کیوں؟ قولہ السلام "علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین":۔

ترجمہ:۔ تم پر میری سنت لازمی ہے۔ اور خلفاء راشدین کی سنت لازمی ہے۔

تو اس سے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کا قول سنت ہوگا:

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

عقیدہ:-

ہر نیک و بد مؤمن کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے:- دلیل:- قولہ السلام:- صلوا خلف کل بر و فاجر:

اگر وہ مؤمن صرف فاسق ہے معلن نہیں ہے تو "جائز الصلوۃ" ہے۔ اعادہ بھی نہیں کریں گے۔

اگر وہ شخص فاسق ہے اور معلن بھی ہے۔ تو نماز کا اعادہ کیا جائے گا۔

ولا نقول:- ان المؤمن لا تضرہ الذنوب، وإنہ لا یدخل النار ولا إنہ یخلد فیھا وإن کان فاسقا بعد أن یخرج من الدنیا مؤمن:-

ترجمہ:-

اور ہم یہ نہیں کہتے کہ گناہ کرنا مؤمن کو کچھ نقصان دہ نہیں، اور یہ بھی نہیں کہتے کہ مؤمن جہنم میں جائے گا ہی نہیں، اور نہ ہی ہم یہ کہتے ہیں کہ مؤمن جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔ اگرچہ فاسق ہو۔ بشرطیکہ دنیا سے ایمان کے ساتھ رخصت ہو گیا:-

تشریح:-

عقائد اہل سنت کے ایک عقیدہ کا بیان

عقیدہ:-

مؤمن کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔ اپنی گناہوں کی مقدار جتنا جہنم میں رہے گا۔ پھر جنت میں داخل ہو گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت ایمان سلامت ہو۔

اگر معاذ اللہ ایمان سلامت نہ رہا پھر جنت میں داخل نہیں ہو گا:-

دلیل:-

قولہ تعالیٰ:- ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون بذلک لمن یشاء:- (سورہ نساء 48)

ترجمہ:- بیشک اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہتا ہے معاف فرما دیتا ہے۔

ولا نقول: ـ إن حسناتنا مقبولة وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة، ولكن نقول: ـ من عمل حسنة بشرائطها خالية عن العيوب المفسدة والمعاني المبطلة ولم يبطلها حتى خرج من الدنيا فإن الله تعالى لا يضيعها بل يقبلها منه و يثيبه عليها، وما كان من السيئات دون الشرك والكفر ولم يتب عنها حتى مات مؤمنا فإنه في مشيئة الله تعالى، إن شاء عذبه وإن شاء عفا عنه، ولم يعذبه بالنار أبدا والرياء إذا وقع في عمل من الأعمال فإنه يبطل أجره وكذا العجب: ـ

ترجمہ: ـ

اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ ہماری نیکیاں یقیناً مقبول ہیں۔ اور ہمارے گناہ یقیناً معاف کیے گئے۔ جیسا کہ "فرقہ مرجیہ" کا عقیدہ ہے۔

اور لیکن ہم یہ کہتے ہیں جو اچھے کام ان کی تمام شرائط کے ساتھ کرے گا۔ تمام عیوب سے خالی ہوں، جو اعمال کو فاسد کر دیتے ہوں۔ اور ایسے تمام معانی سے خالی ہوں جو ان کو باطل کر دیتے ہوں۔ اور بعد میں بھی وہ اعمال باطل نہ کیے جائیں۔

حتی کہ وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ چلا گیا تو اللہ تعالی اسکے نیک اعمال کو ضائع نہیں کرے گا۔ بلکہ انہیں قبول فرمائے گا۔ اور اس پر اسکو ثواب عطا فرمائے گا۔

اور وہ گناہ جو شرک و کفر نہ ہوں۔ اور دنیا سے ایمان کی حالت میں انتقال کر گیا۔ تو ایسے اعمال اللہ تعالی کی مشیئت کے اوپر ہیں۔ اگر چاہے تو عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف کرے۔

لیکن ایسے گناہ گار کو اللہ تعالی ہمیشہ نہیں دے گا۔

اور ریاکاری جب کسی نیک عمل میں شامل ہو جائے تو وہ اس عمل کے ثواب کو ضائع کر دیتی ہے۔

اور اسی طرح غرور بھی عمل کو ضائع کر دیتا ہے

تشریح :-

یہاں سے اس عقیدے کی وضاحت ہو رہی ہے کہ ہمارے گناہ بخش دیے گئے ہیں یا نہیں ؟ اور ہماری نیکیاں مقبول ہیں یا نہیں ؟

اس بارے میں "2" مذہب ہیں :- 1- مرجئہ 2- اہل سنت

عند المرجئہ :-

ہمارے گناہ یقیناً بخش دیے گئے ہیں۔ اور ہماری نیکیاں یقیناً مقبول ہیں :-

عند اہلسنت و جماعت :-

اسکی چند صورتیں ہیں :-

پہلی صورت :-

ہمارے گناہ یقیناً معاف ہیں ایسا ہم نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی ہم یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری نیکیاں مقبول ہیں :-

البتہ اگر ہمارے اعمال ان عیوب ظاہرہ اور عیوب باطنہ سے پاک ہیں جو عیوب اعمال کو برباد کر دیں۔ اور یہ بندہ ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ اسکے اعمال کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ ثواب عطا فرمائے گا :-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین :-

(سورہ توبہ آیت 120)

ترجمہ :- بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا :-

دوسری صورت :-

کفر اور شرک کے علاوہ تمام گناہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت در ہیں :- اگر چاہے تو بخش دے اگر چاہے تو عذاب دے۔

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

تیسری صورت:-

جب اعمال میں سے کسی عمل میں ریاکاری اور "حب جاہ" شامل ہو جائے۔

تو اس کی وجہ سے عمل پر ملنے والا اجر و ثواب ضائع ہو جاتا ہے:-

دلیل:-

قولہ تعالیٰ:- ان الحسنت یذھبن السیات:

(سورہ ھود آیت 114)

ترجمہ:- بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں:-

"تمت بالخیر"

عقیدہ نمبر "15"

آیات الأنبیاء وکرامات الأولیاء حق

والآیات للأنبیاء والکرامات للأولیاء حق، وأما التی تکون لأعدائه مثل إبلیس وفرعون والدجال مما روی فی الأخبار أنه کان لهم فلا نسمیها آیات ولا کرامات ولکن نسمیها قضاء حاجات لهم، وذلک لأن الله تعالیٰ یقضی حاجات أعدائه استدراجا وعقوبة لهم فیغترون به ویزدادون عصیانا أو کفرا، وذلک کله جائز وممکن :-

ترجمہ :-
اور انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں۔ اور وہ چیزیں جو ان کے دشمنوں مثلاً ابلیس فرعون، دجال "سے صادر ہوئیں، یا ہوں گی، جو احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ تو انہیں ہم نہ معجزات کہتے ہیں اور نہ کرامات، بلکہ ہم ان کو حاجات کا پورا ہونا کہتے ہیں۔ یہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کی حاجات بھی پوری فرماتا ہے۔ بطور استدراج کے اور ان کی سزا بناتے ہوئے۔ لہذا وہ لوگ اس سے تکبر کرتے ہیں۔ اور نافرمانی میں مزید بڑھتے ہیں۔ یہ سب باتیں جائز وممکن ہیں۔

تشریح :-
اس عقیدہ میں "معجزہ" و "کرامت" و "استدراج" ان کی تعریفات بیان ہوں گی۔ اور ان کا حکم بیان ہوگا:

معجزہ کا لغوی معنیٰ :
کسی چیز سے عاجز آجانا :

معجزہ کی اصطلاحی تعریف:۔

معجزہ اُس خارق العادت چیز کو کہتے ہیں جسکی مثل لانے سے ہر فرد بشر عاجز آ جائے:۔

تعریف الکرامت:۔

کرامت اُن خارق عادت افعال کو کہتے ہیں جو اولیائے کرام کے ہاتھوں سے صادر ہوتی ہے۔

تعریف الاستدراج:۔

یہ وہ خلاف عادت افعال ہوتے ہیں جو کسی کافر، فاسق کے ہاتھ سے صادر ہوتا ہے:۔

سوال:۔

کفار سے خارق عادت افعال صادر کیوں ہوتے ہیں؟

جواب:۔

عادت الٰہی ہے کہ وہ ہر کسی کی حاجت کو پورا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں ان پر نعمت کے درواز کھول دیتا ہے اس فراوانی میں وہ خوش ہو کر نافرمانی میں اور بڑھ جاتے ہیں۔ پھر اچانک سے اللہ تعالیٰ ان کی گرفت فرما لیتا ہے:

دلیل:۔

قولہ تعالیٰ:۔ سنستدرجھم من حیث لا یعلمون:۔
(سورۃ اعراف : 182)

ترجمہ:۔ عنقریب ہم انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر بھی نہ ہوگی:۔

حکم:۔

کفار کو اتنی طاقت حاصل ہونا جائز اور ممکن ہے۔

دلیل:۔

قولہ تعالیٰ:۔ فانظرنی الی یوم یبعثون:۔
(سورۃ حجر : 36)

ترجمہ:۔ تو مجھے اُس [illegible] دن تک مہلت دے جب لوگ اٹھائے جائیں۔

"تمت بالخیر"

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

عقیدہ نمبر "16"

رؤیۃ اللہ فی الآخرۃ

وکان اللہ تعالیٰ خالقا قبل أن یخلق ورازقا قبل أن یرزق۔ واللہ تعالیٰ یری فی الآخرۃ ویراہ المؤمنون وھم فی الجنۃ بأعین رؤوسھم بلا تشبیہ ولا کیفیۃ ولا کمیۃ ولا یکون بینہ وبین خلقہ مسافۃ:۔

ترجمہ:۔

اور اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے بھی خالق تھا۔ اور رزق دینے سے پہلے بھی "رزاق" تھا۔
اور اللہ تعالیٰ کا دیدار آخرت میں ہوگا۔ اور مؤمن جنت میں اللہ تعالیٰ دیدار اپنے سر کی آنکھوں سے کریں گے۔ بغیر کسی تشبیہ اور بغیر کسی کیفیت کے اور بغیر کمیت کے۔ اور اللہ اور مخلوق کے درمیان مسافت بھی نہ ہوگی:۔

تشریح:۔

اس عقیدے میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا بیان ہوگا۔ رؤیت: 2 "مذاھب" کا اختلاف ہے۔

1۔ معتزلہ 2۔ جمہور

عند المعتزلہ:۔

اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا اور آخرت دونوں میں نہیں کر سکتے:۔ ممکن نہیں ہے:۔

دلیل:۔

قولہ تعالیٰ:۔ لا تدرکہ الأبصار:۔
(سورۃ انعام: 103)

ترجمہ:۔ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکیں:۔

عند الجمھور:۔

اللہ تعالیٰ کی رؤیت عقلاً ممکن ہے۔ محال

Sohni Paper Products Classic Quality
Scanned by CamScanner

نہیں ہے۔ اور اس پر اجماع ہے کہ یہ رؤیت آخرت میں ہوگی۔ مومن اللہ تعالیٰ کو بغیر تشبیہ، بغیر کیفیت اور بغیر کمیت کے دیکھیں گے۔

دلیل:۔

قولہ تعالیٰ:۔ وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ:۔
(سورہ قیامہ : 22)

ترجمہ:۔ اس دن کچھ چہرے تروتازہ ہونگے اپنے رب کو دیکھتے:۔

ادراک اور رؤیۃ میں فرق:۔

ادراک میں آنکھیں احاطہ نہیں کر سکتیں:۔ جبکہ "رؤیۃ" میں احاطہ نہیں ہے شرط:۔

تمت بالخیر

Date: 02.10.2019 Page Number: 56

عقیدہ نمبر "17"

تعریف الإیمان

والإیمان هو الإقرار والتصدیق وإیمان أهل السماء والأرض لا یزید ولا ینقص والمؤمنون مستوون فی الإیمان والتوحید متفاضلون فی الأعمال :-

ترجمہ :-

اور ایمان "اقرار" اور "تصدیق" کرنا ہے۔ اور زمین اور آسمان والوں کا ایمان درحقیقت نہ تو بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے۔ اور مؤمنین اصل ایمان میں اور توحید میں سب برابر ہیں۔ البتہ اعمال میں بعض کو ایک دوسرے پر فضیلت حاصل ہے۔

تشریح :-

اس عقیدہ میں ایمان کی تعریف بیان کی گئی ہے:

تعریف الایمان :-

الایمان إقرار اللسان وتصدیق الجنان :

عقیدہ :-

زمین و آسمان تمام کا ایمان کمیت میں برابر ہے۔ لیکن کیفیت مختلف ہوگی۔ کسی کا مل ایمان تو کسی کا ناقص ایمان :-

تصدیق کی قید :-

ایمان کی تعریف میں "تصدیق" کی قید لگانے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس سے منافقین احتراز کر جائیں گے۔

کیوں؟

اسلئے کہ منافقین زبان سے ایمان کا اقرار کرتے تھے۔ لیکن دل سے اقرار نہیں کرتے تھے:-

ایمان کی تعریف میں "5" مذاہب کا اختلاف ہے۔ جو اگلے صفحہ پر درج ہیں:

1۔ امام اعظم و محدثین کے نزدیک:-

ایمان یہ فقط تصدیق کو کہتے ہیں۔

اور ایمان یہ شرط ہے ارکان اسلام کیلئے:-

2۔ عند ائمہ ثلاثہ کے نزدیک:-

تصدیق، اعمال و اقرار کے

مجموعے کو "ایمان" کہتے ہیں:-

دلیل:-

اگر کوئی شخص برا فعل کرتا ہے۔ تو اسکو کافر نہیں کہتے۔ بلکہ اس بندے کو فاسق کہتے ہیں:-

3۔ خوارج کے نزدیک:-

ایمان، اعمال، تصدیق و اعمال ارکان کے مجموعے کو ایمان کہتے ہیں:-

دلیل:-

اگر کوئی شخص برا فعل کرتا ہے۔ تو یہ بندہ دار الاسلام سے خارج ہو جائے گا:-

4۔ معتزلہ کے نزدیک:-

تصدیق، ارکان اسلام و اعمال صالح کے

مجموعے کو "ایمان" کہتے ہیں:-

دلیل:-

جو شخص برا فعل کرے گا۔ تو یہ اسکو بندے کو کافر نہیں کہیں گے:-

کیوں؟ اسلئے کہ ایک جز کی نفی ہوئی ہے۔ اور جز کی نفی سے کل کی نفی نہیں ہوئی۔

5۔ مرجئہ کے نزدیک:-

ایمان صرف "تصدیق" کا نام ہے۔

دلیل:-

اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو مان لے تو یہ مومن ہے۔ یہ بندہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ اگرچہ اعمال نہ کرے۔

"تمت بالخیر"

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

عقیدہ نمبر "18"

علاقۃ الاسلام والایمان

والاسلام هو التسلیم والانقیاد لأوامر الله تعالیٰ ففی طریق اللغۃ فرق بین الاسلام والایمان ولکن لا یکون ایمان بلا اسلام ولا اسلام بلا ایمان فهما کالظهر مع البطن والدین اسم واقع علی الایمان والاسلام والشرائع کلها :-

ترجمہ :-

اور اسلام کا مطلب ہے کہ اوامر اور نواہی کی فرمانبرداری کرنا۔ اور اطاعت کرنا۔ اور ایمان و اسلام میں لغوی اعتبار سے فرق ہے۔ مگر شرعی اعتبار سے ایمان، اسلام کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اسلام ایمان کے بغیر ہو سکتا ہے۔ ان دونوں کا آپس میں ایسا تعلق ہے۔ جیسے کہ پیٹھ کا تعلق پیٹ سے ہے۔ اور دین، اسلام و اسلام، شریعت کے تمام احکام کا نام ہے :-

تشریح :-

اس عقیدے میں "اسلام" کی تعریف اور ایمان و اسلام کے درمیان کیا تعلق ہے۔ اس کا بیان ہو گا :-

اسلام کا لغوی معنیٰ :-

سر خم تسلیم کرنا :-

اصطلاحی تعریف :-

اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی اطاعت کرنا۔

اسلام و ایمان کے درمیان تعلق :-

لغوی اعتبار سے اسلام و ایمان میں فرق ہے :-

اسلام لغۃ کے اعتبار سے کہتے ہیں :- اطاعت کرنا فرمانبرداری کرنا۔ فقط زبان سے۔ یعنی :- صرف ظاہری تبلیغ ہو

ایمان لغۃ کے اعتبار سے کہتے ہیں :-

دل سے ان اوامر و نواہی کی

تصدیق کرنا:۔ یعنی :۔ زبان کے اقرار کے ساتھ ساتھ، دل سے تصدیق کرنا:۔

لیکن شرعی اعتبار سے:۔ ایمان و اسلام میں فرق نہیں ہے:۔ ایمان بغیر اسلام کے نہیں ہے۔ اور اسلام بغیر ایمان کے نہیں ہے:۔

جیسے:۔ انسان کے وجود کیلئے پیٹھ کے ساتھ ساتھ پیٹ کا ہونا:۔ بغیر پیٹھ کے پیٹ نہیں ہو سکتا اور بغیر پیٹ کے پیٹھ نہیں ہو سکتی:۔ ٹھیک اسی طرح ایمان اسلام کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اور اسلام بغیر ایمان کے نہیں ہو سکتا۔

دین کا لغوی معنی:۔
"قانون" و "دستور":۔

اصطلاحی تعریف:۔
دین کا اطلاق "ایمان و اسلام و تمام احکام شریعت" پر ہوتا ہے:۔

"تمت بالخیر"

Sohni Classic Quality

Scanned by CamScanner

عقیدہ نمبر "۱۹"

معرفتنا باللہ تعالیٰ

نعرف اللہ تعالیٰ حق معرفتہ کما وصف نفسہ فی کتابہ بجمیع صفاتہ :-

ترجمہ :-
ہم اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتے ہیں جیسا کہ اسکی معرفت رکھنے کا حق ہے۔ جس طرح اس نے اپنی کتاب میں اپنے اوصاف کے ساتھ بیان کیا ہے۔

تشریح :-
اس عقیدے میں معرفت الہٰی کا بیان ہوگا۔
سب سے پہلے معرفت کی تعریف سمجھ لیجئے!

معرفت کا لغوی معنیٰ :-
کسی چیز کی ذات اور اسکی خصوصیات کے بارے میں علم حاصل کرنا۔

اصطلاحی تعریف :-
کسی چیز کو اسکے غیر سے ممتاز کر دینے کو معرفت کہا جاتا ہے۔

عقیدہ :-
ہم اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسکی تمام صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کے ساتھ پہچانتے ہیں۔

ولیس یقدر أحد أن یعبد اللہ تعالیٰ حق عبادتہ کما ھو أھل لہ :-

ترجمہ :-
اور کسی ایک کی طاقت نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اسطرح عبادت کرے۔ جس طرح عبادت کرنے کا حق ہے جیسا کہ وہ عبادت کے لائق ہے۔

تشریح :-
یہاں سے بندے کا عاجزی کا اظہار کرنا مقصود ہے۔

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

عقیدہ :-

ہم میں سے کوئی ایک بھی کما حقہ اسکی عبادت نہیں کر سکتا۔ جسطرح کی عبادت کا وہ حقدار ہے۔

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا :

(سورۃ ابراھیم : 34)

ترجمہ :- اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار نہ چاہو تو شمار نہیں کر سکتے :

ولکنہ یعبدہ بامرہ کما أمر :-

ترجمہ :-

لیکن بندہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عبادت کرتا ہے جیسا اُس نے حکم دیا :

تشریح :-

اگرچہ بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کما حقہ نہیں کر سکتا لیکن جسطرح اللہ تعالیٰ نے عبادت کرنے کا حکم دیا۔ بندے کو چاہیے ویسی عبادت کرے :

ویستوی المؤمنون کلھم فی المعرفۃ والیقین والتوکل والمحبۃ والرضاء والخوف والرجاء والایمان، ویتفاوتون فیما دون الایمان فی ذلک کلہ واللہ تعالیٰ متفضل علی عبادہ عادل :-

ترجمہ :-

اور تمام مؤمنین "معرفت" و "یقین" و "توکل" و "محبت" و "رضا" و "خوف" و "رجا" و "ایمان" ان چیزوں میں ایمان رکھنے میں برابر ہیں۔

البتہ ایمان رکھنے کے علاوہ ان چیزوں کے معاملات میں مختلف ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فضل اور عدل فرماتا ہے :-

تشریح :-

تمام اہل ایمان "8" چیزوں میں برابر ہیں :-

1- معرفت 2- توکل 3- یقین 4- محبت

اپنے رب کو پہچاننا | اللہ کے سوا کسی اور پر بھروسہ نہ کرنا :- | امور دین پر یقین رکھنا | اللہ اور اسکے رسول کی محبت

5- رضا 6- خوف 7- رجا 8- ایمان

تقدیر و قضاء پر راضی رہنا | اللہ کے عقاب سے ڈرنا | اللہ کے ثواب کی امید رکھنا | ذات و صفات پر ایمان لانا۔

ہاں لیکن ان اشیاء کے علاوہ دیگر معاملات میں فرق ہے برابر نہیں ہیں :-

کوئی شخص کامل ایمان کے وصف کے ساتھ متصف ہے تو کوئی ناقص ایمان کے ساتھ۔ کوئی "مرتبہ علیا" پر فائز ہے۔ تو کوئی "مرتبہ وسطی" پر تو کوئی "مرتبہ سفلی" پر :-

اسطرح ان کے مابین فرق ہے۔

قد یعطی من الثواب اضعاف ما یستوجبہ العبد تفضلا منہ :-

ترجمہ :- کبھی تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو ثواب بڑھا کر دیتا ہے اس سے جتنے کا وہ مستحق ہوتا ہے۔

تشریح :-

اللہ تعالیٰ کبھی کبھی بندے جتنے ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ اسکو اس سے کئی گنا زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- واللہ یضاعف لمن یشاء :- (بقرہ : 261)

ترجمہ :- اور اللہ تعالیٰ دگنا دیتا ہے جس کیلئے چاہتا ہے۔

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

وقد یعاقب علی الذنب عدلا منہ وقد یعفو فضلا منہ:

ترجمہ:-

اور بسا اوقات عدل کی بناء پر سزا دیتا ہے اور فضل کی بناء معاف فرماتا ہے:

تشریح:-

بسا اوقات انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ گناہ پر سزا دیتا ہے اور کبھی فضل فرماتے ہوئے بندے کو معاف فرماتا ہے:

دلیل:-

قولہ تعالیٰ:- ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء:

(سورہ نساء : 48)

ترجمہ:- اور شرک کے سواء گناہ کو جسکیلئے چاہتا ہے معاف فرماتا ہے:

"تمت بالخیر"

Scanned by CamScanner

عقیدہ نمبر "20"

شفاعۃ الأنبیاء والمیزان والحوض

وشفاعۃ الأنبیاء علیھم السلام حق، وشفاعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم للمؤمنین المذنبین ولأھل الکبائر منھم المستوجبین للعقاب حق ثابت:-

ترجمہ:-

انبیاء کرام علیھم السلام کی شفاعت برحق ہے اور ہمارے سرکار علیہ السلام کی شفاعت گناہ گار مؤمنین کیلئے، اور ان مؤمنین میں سے جن پر سزا واجب ہو چکی ہو ان کیلئے شفاعت برحق اور ثابت ہے:-

تشریح:-

اس عقیدے میں شفاعت کا بیان ہوگا:-

تعریف الشفاعت:-

گناہوں کی معافی کی سفارش کرنا:-

گناہ گاروں کیلئے سفارش:-

سرکار علیہ السلام کی شفاعت گناہ گاروں کیلئے ثابت ہے:-

دلیل:-

قولہ السلام:- میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والے کیلئے ہے۔

شفاعت کے برحق ہونے پر دلیل:-

قولہ تعالیٰ:- فما تنفعھم شفاعۃ الشافعین:- (سورہ مدثر: 48)

ترجمہ:- تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دے گی:-

(اس آیت کے علاوہ مختلف آیتوں سے ثابت ہے۔)

ووزن الأعمال بالميزان يوم القيامة حق:-

ترجمہ:-
اور قیامت کے دن میزان میں اعمال کا وزن ہونا برحق ہے:-

تشریح:-
یہاں سے میزان عمل کا بیان ہے۔

وزن و میزان کا معنی:-
وزن کا معنی ہے کسی چیز کی مقدار کی معرفت حاصل کرنا۔ اور عرف عام میں ترازو سے کسی چیز کے تولنے کو "وزن" کہتے ہیں۔
اور جس آلے کے ساتھ چیزوں کا وزن کیا جائے اسے میزان کہا جاتا ہے۔

دلیل:-
قولہ تعالیٰ:- والوزن یومئذ الحق فمن ثقلت موازینہ فاولئک ھم المفلحون:- سورۃ اعراف: 8

ترجمہ:- اور اس دن وزن کرنا ضرور برحق ہے۔ تو جن کے پلڑے بھاری ہوں گے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے:

"موازین" جمع لانے کی پہلی وجہ:-
کثرت مخلوق ہوگی۔
تو کثرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جمع لایا:

دوسری وجہ:-
"میزان" بڑا ہوگا۔ بڑے ہونے کی وجہ سے جمع لایا:

والقصاص فیما بین الخصوم یوم القیامۃ حق، فان لم یکن لھم الحسنات طرح السیئات علیھم جائز وحق:-

ترجمہ:-
اور قیامت کے دن جھگڑنے والوں میں قصاص دلانا برحق ہے۔ اگر ان کیلئے نیکیاں نہ ہوں تو قصاص میں ان پر گناہ ڈال دینا برحق ہے:

تشریح :-

جھگڑنے والوں کے درمیان قصاص بھی برحق ہے۔ حتیٰ کہ بے سینگ بکری، سینگ والی بکری سے حساب لے گی۔ تو اس منظر کو کفار دیکھ کر حسرت کریں گے اور کہیں گے "یالیتنی کنت ترابا" نبأ: 40
(اے کاش مٹی ہو جاتے)

وحوض النبی صلی اللہ علیہ وسلم حق :-

ترجمہ :-
اور حوض کوثر برحق ہے۔

تشریح :-
حوض کوثر "ثابت" ہے۔

دلیل :-
قولہ تعالیٰ :- انا اعطینک الکوثر (کوثر: 1)
ترجمہ :- بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا۔

وضاحت :-
حوض کوثر سرکار علیہ السلام کو مرحمت ہوا۔ اس حوض کی مسافت ایک مہینہ کی راہ ہے۔ اس کے کناروں پر موتی کے قبے ہیں۔ چاروں گوشے برابر ہیں۔ اسکی مٹی نہایت خوشبودار مشک کی ہے۔ اسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ پاکیزہ اور اس پر برتن ستاروں سے بھی گنتی میں زیادہ جو اس کا پانی پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہو گا اس میں جنت سے دو پرنالے ہر وقت گرتے ہیں۔ ایک سونے کا دوسرا چاندی کا۔

تمت بالخیر

عقیدہ نمبر "21"

الجنة والنار لا تفنیان

والجنة والنار مخلوقتان الیوم لا تفنیان أبداً:-

ترجمہ:-
اور جنت و دوزخ دونوں مخلوق ہیں جو کبھی بھی فنا نہ ہوں گی:-

تشریح:-
جنت اور دوزخ کا بیان ہے:

دوزخ:-
دوزخ مخلوق اور موجود ہے۔

دلیل:-
قولہ تعالیٰ:- اعدت للکفرین (بقرہ: 24)
ترجمہ:- کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے

بیان دوزخ:-
دوزخ اس جگہ کا نام ہے کہ کفار اور مسلمانوں کو مختلف قسموں کا عذاب دیا جائے گا۔ مسلمانوں کو بقدر گناہ عذاب پا کر حضور علیہ السلام کی شفاعت سے دوزخ سے نکال لیے جائیں گے:- برخلاف کفار کے وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے:-

جنت:-
جنت اس جگہ کا نام ہے جہاں شان جمالی کا پورا پورا ظہور ہے۔ اس میں مسلمانوں کو مختلف قسموں کی نعمتیں میسر ہوں گیں۔
اور جنت مخلوق اور موجود ہے۔

دلیل:-
قولہ تعالیٰ:- اعدت للمتقین:- (آل عمران: 133)
ترجمہ:- پرہیزگاروں کیلئے تیاری کی گئی ہے۔

Sohni Classic Quality
Scanned by CamScanner

جنت اور دوزخ برحق ہیں۔
یہ کبھی بھی فنا نہیں ہوں گیں۔

واللہ تعالیٰ یھدی من یشاء فضلا منہ ویضل من یشاء عدلا منہ واضلالہ خذلانہ وتفسیر الخذلان أن لا یوفق العبد الی مایرضاہ منہ وھو عدل منہ، و کذا عقوبۃ المخذول علی المعصیۃ:۔

ترجمہ:۔
اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنے فضل سے ہدایت عطا فرمائے اور جسے چاہے گمراہی میں چھوڑ دے عدل کے مطابق۔ اللہ تعالیٰ کے چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ بندے کو توفیق نہیں دیتا جس چیز کو وہ پسند کرتا ہے۔ اور یہ بھی اس کا عدل ہے۔ اور اسی طرح رسوائی والے شخص کو سزا دینا بھی اس کا عدل ہے:۔

تشریح:۔
اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے اُسے ہدایت دیتا ہے:۔

دلیل:۔
فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام
(سورہ انعام: 125)

ترجمہ:۔ جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے تو اسکا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے

اور اللہ تعالیٰ جسے اپنے عدل سے گمراہ کرنا چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔
یعنی:۔ اللہ تعالیٰ اُسے ایسی توفیق نہیں دیتا جسکی وجہ سے وہ بندہ ایمان لائے:۔

دلیل:۔
قولہ تعالیٰ:۔ ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا:۔ (سورہ انعام: 125)

ترجمہ:۔ اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ تنگ، بہت ہی تنگ کر دیتا ہے:۔

ولا نقول: ان الشيطان يسلب الايمان من عبده المؤمن قهرا وجبرا، ولكن نقول: العبد يدع الايمان، فاذا ترکہ حينئذ يسلبه منه الشيطان:۔

ترجمہ:۔

اور ہم نہیں کہتے:۔ کہ شیطان مؤمن بندے سے زبردستی ایمان سلب کرتا ہے۔ ہاں لیکن ہم کہتے ہیں کہ بندہ ایمان کو چھوڑ دیتا ہے تو شیطان اس سے ایمان چھین لیتا ہے:۔

تشریح:۔

ابلیس نے کہا کہ میں ضرور بالضرور ان سب کو گمراہ کر دوں گا سوائے اُن کے جو ان میں سے تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔ اس کا مطلب بھی یہ نہیں کہ ابلیس انہیں جبری طور پر یا زبردستی اپنا پیروکار بنائے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ لوگ خود اپنے اختیار سے اس کی پیروی کریں گے:۔

دلیل:۔

قولہ تعالیٰ:۔ ان عبادی لیس لک علیھم سلطان الا من اتبعک من الغاوین:۔ (سورہ حجر: 42)

ترجمہ:۔ بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں سوائے ان گمراہوں کے جو تیرے پیچھے چلیں:۔

وسؤال منكر ونكير في القبر حق:۔

ترجمہ:۔

اور قبر میں منکر نکیر کے سوال کرنا برحق ہیں:۔

تشریح:۔

جو میت کو دفن کر کے لوگ چلے جاتے ہیں۔ تو قبر میں دو فرشتے اپنے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں۔ اُن کی شکل بہت ناک ہوتی ہے۔ آنکھیں سیاہ اور نیلی ہوتی ہیں۔ اُن میں ایک کو "منکر" دوسرے کو "نکیر" کہتے ہیں۔ مردے کو جھنجوڑ کر سوال کرتے ہیں:۔

1- من ربك؟

2- ما دينك؟

3- ما كنت تقول في هذا الرجل؟

وإعادة الروح إلى العبد في قبره حق :-

ترجمہ :-

روح کو قبر میں بندہ کے جسم میں دوبارہ داخل کرنا بھی برحق ہے :-

تشریح :-

قبر کے اندر بندے کے جسم میں روح کو دوبارہ ڈالا جائے گا۔ پھر فرشتے اس سے سوال کریں گے۔ اور اگر مردہ مومن ہے تو صحیح جواب دے گا۔ اگر کافر ہوا تو جواب غلط دے گا۔

"تمت بالخیر"

Scanned by CamScanner

عقیدہ نمبر 22

عذاب القبر

وضغطة القبر حق وعذابه حق كائن للكفار كلهم و لبعض المسلمين:-

ترجمہ:-
اور قبر کا دبانا برحق ہے۔ اور قبر کا عذاب تمام کفار اور بعض مسلمانوں کیلئے ثابت اور حق ہے:۔

تشریح:-
اہلسنت کا مذھب یہ ہے کہ عذاب قبر ثابت ہے۔ یہ کفار اور بعض مسلمانوں کو ہوگا۔ عذاب قبر کا ثبوت احادیث طیبہ سے ہے:۔

پہلی حدیث:-
بیشک قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے:۔

دوسری حدیث:-
جس شخص نے عذاب قبر سے نجات پائی اُس کیلئے بعد کے معاملات آسان ہوں گے۔ جس نے نجات نہ پائی اُسکیلئے بعد کے معاملات سخت ہوں گے:۔

جبائی کے نزدیک:-
عذاب قبر صرف کفار کو ہوگا۔
مؤمنین کو عذاب قبر نہیں ہوگا:۔

وكل ما ذكره العلماء بالفارسية من صفات الله تعالى عز اسماؤه وتعالت صفاته فجائز القول به سوى اليد بالفارسية ويجوز أن يقال "برُوی خدا" بلا تشبيه ولا كيفية:-

ترجمہ:-
اور اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جنکو علماء کرام

فارسی میں بیان کیا ہے۔ اللہ کی صفات عزت والی اور اعلیٰ ہیں۔ ان صفات کو فارسی میں بیان کرنا جائز ہے۔ سوائے "ید" کے۔ اور "بزرگی خدا" بھی کہنا جائز ہے۔ بغیر تشبیہ اور بغیر کیفیت کے:۔

تشریح:۔

اللہ تعالیٰ کی صفات متشابہات کو علماء کرام نے فارسی زبان میں بھی بیان کیا۔ اور بیان کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن "ید" کی تاویل بیان کرنا جائز نہیں ہے۔

متقدمین صفات متشابہات میں تاویل کرنے کے قائل نہیں ہیں:۔ لیکن متأخرین علماء کرام نے تاویل کرنے کو جائز قرار دیا ہے:۔

"تمت بالخیر"

Scanned by CamScanner

عقیدہ نمبر "23"

معنیٰ القرب والبعد

ولیس قرب اللہ تعالیٰ ولا بعدہ من طریق طول المسافۃ و قصرھا ولا علی معنی الکرامۃ والھوان ولکن المطیع قریب منہ بلا کیف والعاصی بعید منہ بلا کیف والقرب والبعد والاقبال یقع علی المناجی وکذلک جوارہ فی الجنۃ والوقوف بین یدیہ بلا کیف :۔

ترجمہ :۔
اللہ تعالیٰ کا قرب اور بعد یہ مسافت کی کمی و بیشی کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ عزت اور ذلت کے معنی کے اعتبار سے ہے۔ لہذا فرمانبردار بندہ اللہ تعالیٰ سے بلا کیف قریب ہے۔ اور گناہ گار بندہ اللہ تعالیٰ سے بلا کیف دور ہے۔ قریب ہونا، دور ہونا، متوجہ ہونا، مناجات کرنے والے کے اعتبار سے ہے۔ اور اسی طرح جنت میں اللہ تعالیٰ کا پڑوس اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ہونا، یہ سب چیزیں بلا کیف ہیں :۔

تشریح :۔
اس عقیدہ 5 عقائد کا بیان ہے :۔

پہلا عقیدہ :۔
اللہ تعالیٰ کی رحمت کا قریب اور بعید ہونا یہ مسافت کے اعتبار سے نہیں ہے۔

دوسرا عقیدہ :۔
نیک اور فرمانبردار شخص اللہ عزوجل کی رحمت سے قریب ہے :۔ بلا کیف

تیرا عقیدہ :۔
گناہ گار بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے اسکی کیفیت کو بیان نہیں کیا جا سکتا :۔

چوتھا عقیدہ :۔
کل بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا

ہونا یہ بھی بلا کیف ہو گا:۔

پانچواں عقیدہ:۔

جنت میں اللہ تعالیٰ کا دُروسی ہونا یہ بھی بلا کیف ہو گا:۔

اہم بات:۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا قریب ہونا اپنے بندوں کے اس کا ثبوت متعدد آیات سے ہے۔ اُن آیات میں سے ایک آیت درج ہے:۔

دلیل:۔

قولہ تعالیٰ:۔ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید:۔

(سورہ: ق آیت 16)

ترجمہ:۔ اور ہم دل کی رگ سے بھی زیادہ اسکے قریب ہیں:۔

"تمت بالخیر"

Sohni Paper Products Classic Quality

Scanned by CamScanner

عقیدہ نمبر "24"

القول فی تفاضل آیات القرآن

والقرآن منزل علی رسول اللہ وھو فی المصحف مکتوب وآیات القرآن کلھا فی معنی الکلام مستویۃ فی الفضیلۃ والعظمۃ الا أن لبعضھا فضیلۃ الذکر وفضیلۃ المذکور مثل آیۃ الکرسی لأن المذکور فیھا جلال اللہ تعالی وعظمتہ وصفتہ فاجتمعت فیھا فضیلتان فضیلۃ الذکر وفضیلۃ المذکور وفی الکفار فضیلۃ الذکر فحسب ولیس فی المذکور وھم الکفار فضیلۃ وکذلک الأسماء والصفات کلھا مستویۃ فی الفضیلۃ والعظمۃ لاتفاوت بینھما وأبو طالب عمہ مات کافرا:-

ترجمہ:-

اور قرآن کریم سرکار علیہ السلام پر نازل ہوا، مصاحف میں لکھا ہوا ہے۔ اور قرآن کریم کی تمام آیات اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے کے اعتبار سے فضیلت اور عظمت میں برابر ہیں۔ مگر یہ کہ بعض آیات فضیلت ذکر اور مذکور میں برابر ہیں۔ جیسے:- آیۃ الکرسی:۔ اسلئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے جلال اور اسکی عظمت مذکور ہے۔ جبکہ بعض میں صرف فضیلت ذکر ہوتی ہے فضیلت مذکور نہیں ہوتی:-

جیسے:- کفار وغیرہ کے قصے:

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات تمام فضیلت اور عظمت میں برابر ہیں۔ ان کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

اور ابو طالب جوکہ سرکار علیہ السلام کے چچا ہیں یہ حالت کفر میں مرے:-

تشریح:-

اس عقیدے میں قرآن کی تعریف اور اسکے فضائل کا بیان ہے:-

Date: 10-10-2019 Page Number: 76

تعریف القرآن :-

اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو مصحف میں لکھا گیا ہے۔ سرکار علیہ السلام کی ذات پر نازل کیا گیا ہے۔

قرآن کے فضائل کے بارے میں عقیدہ :-

قرآن پاک کی تمام آیات فضیلت کے اعتبار سے برابر ہیں۔ کسی کو کسی دوسری آیت پر فضیلت نہیں ہے۔

مثال :- آیۃ الکرسی

اس میں 2 فائدے و فضیلت ہیں :-

1- فضیلت ذکر 2- فضیلت مذکور

اور بعض اوقات صرف فضیلت ذکر ہوتا ہے۔ فضیلت مذکور نہیں ہوتا۔

مثال :- کفار کے قصے :- اس میں صرف فضیلت ذکر ہے۔ فضیلت مذکور نہیں ہے۔

ایمان ابوطالب :-

ابوطالب کے ایمان کے ثبوت میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔

لیکن امام اعظم و اعلیٰ حضرت علیہما الرحمہ کا موقف یہ ہے کہ ابوطالب حالت کفر میں مرے تھے۔

تمت بالخیر

عقیدہ نمبر "25"

أبناء رسول اللہ و بناتہ

وقاسم وطاہر وإبراہیم کانوا بنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفاطمۃ وزینب ورقیۃ وأم کلثوم کن جمیعا بنات رسول اللہ علیہ السلام ورضی اللہ عنہن وإذا أشکل علی الإنسان شئ من دقائق علم التوحید فإنہ ینبغی لہ أن یعتقد فی الحال ما ہو الصواب عند اللہ إلی أن یجد عالما فیسألہ ولا یسعہ تأخیر الطلب ولا یعذر بالوقف فیہ ویکفر إن وقف وخبر المعراج حق فمن ردہ فہو ضال مبتدع۔

ترجمہ:-

اور حضرت قاسم، طاہر، ابراہیم یہ سرکار علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ اور فاطمۃ الزہراء، رقیہ، زینب، ام کلثوم رضی اللہ عنہن یہ سرکار علیہ السلام کی صاحبزادیاں ہیں۔

جب انسان کو علم توحید کی باریک و دقیق اشیاء میں سے کسی چیز کو سمجھنا دشوار ہو تو اس کو لازم ہے کہ فی الحال تو وہ توحید اپنائے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک درست ہو۔ یہاں تک کہ اسکو کوئی عالم ملے تو اس سے درست بات معلوم کرے اور وہ بات اپنائے۔ اور حق تلاش کرنے میں تاخیر کرنے کی اسکو گنجائش نہیں۔ اور اس بارے میں توقف کرنے کا عذر قبول نہ ہو گا۔ اور اگر توقف کرے تو اسکی تکفیر کی جائے گی۔

تشریح:-

مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ علیہ السلام کی "4" بیٹیاں تھیں:

1- فاطمہ 2- رقیہ 3- زینب 4:- ام کلثوم: علیہم الرضوان

لیکن بیٹوں کی تعداد میں اختلاف ہے

بعض "4" کے قائل ہیں

بعض 3 کے قائل ہیں:۔

1- قاسم 2- طاہر 3- ابراہیم:۔ علیہم الرضوان!۔

علم التوحید کا بیان:۔

جب کسی انسان کو علم التوحید میں دشواری محسوس ہو۔ تو اس وقت وہ عقیدہ رکھے جو عند اللہ درست ہو، اگر کوئی عالم یا مفتی مل جائے تو صحیح بات معلوم کر سکے۔ ورنہ کسی عالم کو تلاش کرکے مسئلہ کو صحیح طور پر سمجھنا بھی اس پر لازمی ہے:۔

اگر اسلامی عقیدہ نہ اپنائے اور توقف کو اختیار کرے تو اسکی تکفیر ہوگی:۔

جیسے:۔ معراج کا واقعہ برحق و بجا ہے اور جو اسکو تسلیم نہ کرے تو وہ بدعتی و گمراہ شخص ہے:۔

تمت بالخیر

Date: 10-10-2019 Page Number: 79

عقیدہ نمبر "26"

اشراط الساعۃ

وخروج الدجال و یأجوج ومأجوج و طلوع الشمس من مغربھا ونزول عیسی علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامۃ علی ما وردت بہ الأخبار الصحیحۃ حق کائن واللہ یھدی من یشاء إلی صراط مستقیم:

ترجمہ:-
اور دجال کا نکلنا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، اور عیسی السلام کے آسمان سے نزول کی باتیں اور قیامت کی تمام علامات، جس طرح احادیث صحیحہ میں درج ہیں سب کی سب سچی اور حق ہیں۔
اور اللہ تعالی جسے چاہے سیدھے راستے کی ہدایت دے:۔

تشریح:-
"اشراط" "شرط" کی جمع ہے۔ جسکا معنی علامت ہے۔
اور علامت کی "2" اقسام ہیں:۔

علامات

علامات صغری
↓
امام مھدی علیہ السلام سے کچھ علامات ظاہر ہوگئیں:۔
↓
1. گانے کی کثرت 2. مال کی کثرت
3. جہالت کی زیادتی 4. مسجد میں چلانا
5. زنا کی زیادتی 6. نا اہل سردار ہونگے

علامات کبری
↓
امام مھدی علیہ السلام کے بعد کبری علامات قائم ہوگی۔
↓
1- دجال کا نکلنا
2- یاجوج ماجوج کا نکلنا
3. سورج کا مغرب سے طلوع ہونا:۔

تمت بالخیر